ختم نبوت پر اہلسنت کا ترجمان
ماہنامہ
لانبی بعدی
لاہور
شمارہ 12 دسمبر 2012 جلد 14
عقیدہ ختم نبوت
وقت کی اہم ضرورت
مولانا شاہد خان
عقیدہ ختم نبوت
چالیس احادیث
کی روشنی میں
غزہ لہولہان
ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
مشاہدات
حج
مفکر اسلام ڈاکٹر
محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی
حضرت سیدنا
امام حسن بن علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
امام ربانی حضرت
مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ
علامہ غلام مصطفیٰ مجددی
حضرت
داتا گنج
بخش
رحمۃ اللہ علیہ
20
امام اہلسنت
رحمۃ اللہ علیہ
اور اصلاح امت
حضرت علامہ شاہد القادری رحمۃ اللہ علیہ
عظیم مبلغ اسلام
حکیم اہلسنت، حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلیٰ آلک واصحٰبک یا حبیب اللہ

مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان حنفی قادری محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کی ایک بنیادی پہچان ہے اور ہمارے دین اسلام کی اساس ہے اس عقیدہ پر دلالت کرتے ہوئے ایک سو آیات قرآنی اور دو سو احادیث مبارکہ ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ اور رسول ﷺ ہیں آپ ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجال کذاب کافر مرتد اور واجب القتل ہے مرزائیوں کے انگریزی نبی مرزا غلام قادیانی نے نہ صرف نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ اس نے ایسی روح فرسا تحریریں اور دعوے کیے کہ انہیں پڑھ کر غصہ نفرت سے ایک مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں

فتویٰ

انہی کفریہ عقائد کی بنا پر امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان حنفی قادری محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ قادیانی مرتد منافق ہیں مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے اس کا ذبیحہ نجس مردار حرام قطعی ہے مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے احکام شریعت ص 122-112-177 اعلیٰ حضرت احمد رضا خان حنفی قادری محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے اس سے قطع کر دیں بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام قبر پر جانا حرام فتاویٰ رضویہ ص 51 جلد 6 امام احمد رضا حنفی قادری محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے ان فتاویٰ کے مطابق مرزائی اور مرزائی نواز وہ شخص جو مرزائیوں کے ساتھ معاشی معاشرتی تعلقات رکھتا ہو وہ کافر ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے

منجانب **میاں جان محمد** ناظم مالیت تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان

ماہنامہ لا نبی بعدی لاہور

زیر سیادت

پیر سید اکبر علی شاہ گیلانی / پیر سید فیروز شاہ

زیر قیادت

علامہ پیر سید محمد عرفان شاہ مشہدی

زیر نگرانی

پیر محمد اشرف رسول شاہ

پیر سید فیض محی الدین شاہ قادری

سید محمد اقبال حسین شاہ بخاری

پیر سید غلام دستگیر گیلانی

مجلس ادارت

مفتی جمیل احمد صدیقی

محمد صلاح الدین سعیدی

مولانا اظہر حسین فاروقی

اسد اللہ حیدر نورانی

مولانا فدا محمد وقاص

مفتی محمد عمران قادری

میاں جان محمد

سید علی بن عثمان ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش

قائد اہلسنت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی

صاحبزادہ شہید ختم نبوت سید محمد اجمل گیلانی

سرپرست: پیر سید محمد محفوظ شاہ مشہدی

چیف ایڈیٹر: پیر سید واجد علی گیلانی 0300-8484871

ایڈیٹر: شیخ مشتاق احمد نورانی

مینجنگ ایڈیٹر: محمد افضل رشید نقشبندی 0321-4192539

ایڈیٹر: قاری محمد افضل باجوہ

ایڈیٹر: علامہ محمد منور نورانی

بیرون ملک نمائندگان: محمد حسین فریدی مکہ مکرمہ / قاری غلام رسول دوبئی

قانونی مشیر: سید کمیل عباس گیلانی ایڈووکیٹ

مجلس مشاورت

حافظ القاری پیر کامران علی ہجویری ○ صاحبزادہ غلام مرتضی شاذی

مولانا محمد حنیف جلالی ○ حاجی بنارس خاں ○ حاجی محمد جاوید اقبال

محمد حامد رضا نورانی ○ مولانا محمد احمد فریدی ○ صفدر علی مرزا

سب آفس

جامعہ اسلامیہ میلاد ٹاؤن مرید کے

0300-8484871, 0321-4192539

زر تعاون: قیمت فی شمارہ 25 روپے

سالانہ بمعہ ڈاک خرچ 300 روپے

برائے خط و کتابت و ترسیل زر جامعہ اکبریہ فیض العلوم اکبر آباد کوٹلی میانی تحصیل مرید کے ضلع شیخوپورہ

ملک میں حالیہ دہشت گردی

(اداریہ)

محرم الحرام کے آغاز کے ساتھ ہی ملک کے کئی شہروں میں دہشت گردی کا بازار گرم ہو گیا۔ کراچی' کوئٹہ' ڈیرہ اسماعیل خان' بنوں' پنج گور اور سوات میں بم دھماکوں میں متعدد افراد ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ راولپنڈی اور کراچی میں امام بارگاہوں' بنوں' پنج گور اور سوات میں سیکورٹی فورسز کو نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں چھ سیکورٹی اہلکار ہلاک اور پانچ زخمی ہو گئے۔

محرم کے آغاز سے قبل ہی حکومتی ادارے قیام امن کیلئے منصوبہ بندی کرنی شروع کر دیتے ہیں تاکہ محرم میں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے اور انسانی جانیں ضائع نہ ہوں۔ اس سال بھی حکومت نے منصوبہ بندی کی۔ لیکن ایک ہی دن ملک کے کئی بڑے شہروں میں چھ بم دھماکوں نے حکومتی منصوبہ بندی پر سوالیہ نشان لگا دیا ہے اور لوگوں کو خوف و ہراس میں مبتلا کر دیا ہے۔ عوام یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ کیا حکومتی منصوبہ بندی اتنی ناقص ہے کہ دہشت گرد جب چاہتے ہیں جہاں چاہتے ہیں اپنی کارروائی کر جاتے ہیں اور سیکورٹی ادارے دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

اخباری اطلاعات کے مطابق بعض شہروں میں ہونے والے بم دھماکوں میں کالعدم تنظیمیں ملوث ہیں اور ان واقعات کی ذمہ داری بھی ان تنظیموں نے قبول کر لی ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے نامناسب کارروائیوں میں ملوث ہونے کی بناء پر تنظیموں پر پابندی تو لگا دی لیکن ان کے موثر سدباب کیلئے کوئی اقدامات نہیں کئے' اگر پابندی کے ساتھ ہی ان کے نیٹ ورک کو توڑنے کیلئے کارروائی کی جاتی تو شاید ان کی سرگرمیاں دم توڑ دیتیں۔ یہ بھی اطلاعات ہیں کہ بعض کالعدم تنظیمیں نام بدل کر اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس لئے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ نام بدل کر کام کرنے والی تنظیموں کے خلاف بھرپور کارروائی کرے اور ان کے پاس موجود ناجائز اسلحہ کو برآمد کر کے ان کو غیر مسلح کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے ذرائع آمدن کا سراغ لگا کر ان کو بھی بند کیا جائے۔

وزیر داخلہ رحمان ملک نے کہا کہ دہشت گردی کے مزید واقعات ہو سکتے ہیں۔ ہم وزیر داخلہ سے پوچھتے ہیں کیا ان کی ذمہ داری صرف خبردار کرنے کی ہے۔ ان واقعات کی روک تھام کسی اور کی ذمہ داری ہے۔

وزیر داخلہ کو چاہیے کہ وہ صرف عوام کو خبردار کر کے ہراساں نہ کریں بلکہ دہشت گردی کے واقعات کو روکنے کیلئے مضبوط اور ٹھوس اقدامات کریں تاکہ عوام کی جان و مال کا تحفظ ہو۔ محض خبردار کر کے جان نہ چھڑائیں اپنے فرائض منصبی کو بھی نبھائیں۔

حکومت صرف یہ کہہ کر "ان کارروائیوں کے پیچھے خفیہ ہاتھ ہے" بری الذمہ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی صلاحیتیں اور وسائل بروئے کار لا کر ان خفیہ ہاتھوں کو تلاش کرے اور ان کے خلاف بھرپور کارروائی کرے۔

غزہ پر اسرائیلی حملہ

گذشتہ دنوں اسرائیل نے فلسطین میں غزہ کے رہائشی علاقوں پر مسلسل کئی روز تک گولہ باری کی جس کے نتیجے میں 142 سے زائد فلسطینی شہید اور 11 سو سے زائد زخمی ہوئے۔ زخمی اور شہید ہونے والوں میں زیادہ تعداد عورتوں اور بچوں کی ہے۔

اسرائیل کا فلسطینیوں پر یہ حملہ پہلی بار نہیں ہے اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ ایسا ہو چکا ہے۔ ہر بار اسرائیل نے بھاری قوت سے حملہ کیا چار سال قبل اسرائیل نے غزہ پر ٹینکوں اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا تھا۔ جس میں فلسطینیوں کو بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا تھا۔

اب ایک مرتبہ پھر اسرائیل نے نہتے فلسطینیوں پر آتش و آہن کی بارش کر دی' مسلسل آٹھ دنوں کی اسرائیلی گولہ باری کے بعد اقوام متحدہ کے کان پر جوں رینگی اور اس نے جنگ بندی کروائی ایک معاہدہ طے پا گیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ معاہدہ دیرپا ثابت ہو جاتا۔ جنگ بندی کا یہ معاہدہ اس وقت تک موثر نہیں ہو سکتا۔ جب ان اسباب کو دور نہیں کیا جاتا۔ جن کی وجہ سے یہ تصادم ہوتا ہے۔ ان اسباب میں سب سے اہم عرب علاقوں پر اسرائیل کا غاصبانہ قبضہ ہے۔ اقوام متحدہ اور دیگر عالمی تنظیموں کے زور دینے کے باوجود اسرائیل غاصبانہ قبضہ نہیں چھوڑ رہا۔ موجودہ تصادم بھی اسی کا نتیجہ ہے۔ گذشتہ چار سال سے اسرائیل نے غزہ کا محاصرہ کیا ہوا ہے۔ محصورین تک خوراک اور ادویات تک نہیں پہنچائی جا سکتی انسانی ہمدردی کی بنیاد پر عالمی تنظیموں نے غزہ میں محصور فلسطینیوں تک روزمرہ اشیاء پہنچانے کی کوشش کی تو اسرائیل نے بزور قوت روک دیں۔

ان تمام حالات سے یوں لگتا ہے کہ اقوام متحدہ سمیت تمام عالمی ادارے اسرائیلی ہٹ دھرمی کے سامنے بے بس ہو چکے ہیں۔ قابل افسوس بات یہ بھی کہ اسرائیلی کھلی دہشت گردی کے باوجود امریکہ اسرائیل کا بھرپور ساتھ دے رہا ہے۔

اس تمام صورت حال میں مسلم ممالک خصوصاً عرب ممالک کو غور کرنا چاہیے اگر امریکہ اسرائیل کی زیادتیوں کے باوجود اس کا ساتھ دے رہا تو مسلم ممالک کو مظلوم فلسطینیوں کا بھرپور ساتھ دینا چاہیے اور امریکہ پر اس بات کو واضح کرنا چاہیے کہ غزہ میں قیام امن کیلئے ضروری ہے کہ وہ اسرائیل کی بے جا حمایت ترک کرے فلسطین کے مسئلہ کے حل کیلئے مسلم ممالک کو اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا۔

(ادارہ)

آہ! سلسلہ عالیہ قادریہ کی عظیم روحانی شخصیت حضرت میاں عبدالعزیز قادری رحلت فرما گئے

آستانہ عالیہ قادریہ چک نمبر 15L/105 ونجاری میاں چنوں کے سجادہ نشین معروف روحانی بزرگ حضرت میاں پیر عبدالعزیز قادری رحمۃ اللہ علیہ گذشتہ ماہ رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) آپ کے انتقال پر تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنماؤں اور ادارہ ماہنامہ "لا نبی بعدی" لاہور حضرت صاحبزادہ میاں محمد احمد مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ و محسن اہلسنت ڈاکٹر علی محمد قادری' میاں غلام علی قادری اور دیگر مریدین سے سراپا تعزیت ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور صاحبزادگان' مریدین اور عقیدت مندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین چشتی مدظلہ العالی سے اظہار تعزیت

جامعہ نعیمیہ لاہور کے ناظم تعلیمات معروف عالم دین علامہ غلام نصیر الدین چشتی مدظلہ العالی کے والد محترم اور چچا جان گذشتہ دنوں رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان کے رہنماؤں نے علامہ صاحب سے ان کے والد محترم اور چچا جان کی وفات پر اظہار تعزیت کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور اپنے جوار خاص میں جگہ عنایت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

عقیدۂ ختم نبوت...... چالیس احادیث کی روشنی میں

اربعین ختم نبوت

تحریر: صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری مدظلہ العالی

آخری قسط

اوّل و آخر

(۲۹) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

كُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ فِي الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ۔ (۳۷)

"میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں"۔

(۳۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (۳۸)

"ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن سابق ہوں گے"۔

صحیح مسلم شریف کی ایک اور روایت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی کلمات حدیث یوں ہیں۔

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (۳۹)

"ہم دنیا میں سب کے بعد اور آخرت میں سب پر سابق ہوں گے"۔

ختم نبوت اور گوہ کی گواہی

(۳۱) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام کے مجمع میں تشریف فرما تھے ایک بادیہ نشین قبیلہ بنی سلیم کا آیا' وہ گوہ شکار کر کے لایا تھا' اسے حضور اکرم ﷺ کے سامنے ڈال دیا اور بولا قسم ہے لات و عزیٰ کی آپ پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ ایمان نہ لائے۔ حضور پر نور ﷺ نے گوہ کو پکارا' وہ فصیح زبان روشن بیان عربی میں بولی جسے سب حاضرین نے خوب سنا اور سمجھا۔

لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا زَيْنَ مَنْ وَافَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

"میں خدمت و بندگی میں حاضر ہوں' اے تمام حاضرین اہل محشر کی زینت"۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: من تعبد...... تیرا معبود کون ہے؟"...... اس نے عرض کی۔

اَلَّذِيْ فِي السَّمَاءِ عَرْشُهٗ' وَفِي الْاَرْضِ سُلْطَانُهٗ' وَفِي الْبَحْرِ سَبِيْلُهٗ' وَفِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ' وَفِي النَّارِ عِقَابُهٗ'۔

"وہ جس کا عرش آسمان میں اور سلطنت زمین میں اور راہ سمندر میں' رحمت جنت میں اور عذاب نار میں"۔

فرمایا: من انا؟...... بھلا میں کون ہوں؟"...... عرض کی۔

رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ' وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ' وَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ' وَخَابَ مَنْ كَذَّبَكَ۔

"حضور اپروردگار عالم کے رسول ہیں اور رسولوں کے خاتم' جس نے حضور کی تصدیق کی وہ مراد کو پہنچا اور جس نے نہ مانا' نامراد رہا"۔

اعرابی نے کہا اب آنکھوں دیکھے کے بعد کیا شبہ ہے خدا

کی قسم! میں جس وقت حاضر ہوا آپ حضور سے زیادہ میرا دشمن کوئی نہ تھا اور اب آپ مجھے اپنے باپ اور اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔

أشهد أن لا اله إلّا اللّٰه وانك رسول اللّٰه۔ (۳۰)

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں"۔

خطبہ حجۃ الوداع اور ختم نبوت

۳۲) حضرت ابوقتیلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

أيُّهَا النَّاسُ إنَّهُ لَانَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أمَّةَ بَعْدَكُمْ ألَا فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَاَطِيعُوا وُلَاةَ أمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔ (۳۱)

"میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے سو تم اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو اپنے مہینہ کے روزے رکھو اپنے حکام کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ"۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو

۳۳) حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أبُوبَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ إلَّا أنْ يَكُونَ نَبِيٌّ۔ (۳۲)

"ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہیں مگر وہ نبی نہیں ہیں"۔

۳۴) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔ (۳۳)

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے"۔

۳۵) اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

"کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟

انہوں نے کہا:

مَاتَ صَغِيراً وَلَوْ قُضِيَ أنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلٰكِنْ لَانَبِيَّ بَعْدَهُ۔ (۳۴)

"وہ کم سنی میں انتقال فرما گئے اور اگر محمد مصطفی ﷺ کے بعد کوئی نبی آنا مقدر ہوتا تو آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے (اور نبی ہوتے) لیکن حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں"۔

ختم نبوت اور اسماء گرامی

۳۶) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

إنَّ لِي أسْمَاءً أنَا مُحَمَّدٌ وَأنَا أحْمَدُ وَأنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيَّ وَأنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ أحَدٌ وَقَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ رَؤُفاً رَحِيماً۔ (۳۵)

"میرے کئی اسماء ہیں: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں، اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (آخر میں مبعوث ہونے والا) ہوں، جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے (قرآن کریم میں) آپ کا نام رؤف اور رحیم رکھا"۔

۳۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے

ایک راتے میں حضور سید عالم ﷺ مجھے ملے ارشاد فرمایا:

انا محمدٌ وانا احمدُ وانا نبی الرحمۃ ونبی التوبۃ وانا المقفی وانا الحاشر ونبی الملاحم۔(۳۶)

"میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں رحمت کا نبی ہوں' میں توبہ کا نبی ہوں' میں سب میں آخری نبی ہوں' میں حشر دینے والا ہوں' میں جہادوں کا نبی ہوں ﷺ"

(۳۸) حضور ﷺ نے فرمایا:

ان لی عند ربی عشرۃ اسماء: انا محمدٌ وانا احمدُ وانا الماحی الذی یمحو اللّٰہ بی الکفر وانا العاقب الذی لیس بعدی نبیٌ وانا الحاشر الذی یحشر الخلائق معی علی قدمی وانا رسول الرحمۃ ورسول التوبۃ ورسول الملاحم وانا المقفی قفیت النبیین وانا قثم۔(۴۷)

"میرے رب کے ہاں میرے دس نام ہیں۔ میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں ماحی ہوں' اللہ تعالیٰ میرے سبب کفر کو مٹائے گا' میں عاقب ہوں' جس کے بعد کوئی نبی نہیں' میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا' میں رسول رحمت ہوں' میں رسول توبہ ہوں' میں جہاد کرنے والا رسول ہوں' میں مقفی ہوں کہ تمام پیغمبروں کے بعد آیا اور میں (قثم) جامع کامل ہوں"۔

(۳۹) نبی کریم ﷺ نے کلمہ شہادت والی اور درمیانی انگلیوں کو ملاتے ہوئے فرمایا:

بُعثتُ انا والساعۃ کھاتین۔(۳۸)

"مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے"۔

یعنی جس طرح کلمہ شہادت والی انگلی درمیانی انگلی کے متصل ہے دونوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں یعنی حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور تا قیام قیامت آپ کا دور نبوت ورسالت ہے۔(۳۹)

عقیدہ ختم نبوت...... جزو ایمان

(۴۰) حضرت زید بن حارثہ ؓ ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ اور چچا ان کو رسول اللہ ﷺ کی غلامی سے آزاد کرانے کیلئے آئے اور آپ سے کہا جو چاہیں اس کی قیمت لے لیں اور اس کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ آپ نے فرمایا اسئلکم ان تشھدوا ان لا الہ الا اللہ وانی خاتم انبیائہ ورسلہ۔

"میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں کہ تم لا الہ الا اللہ کی شہادت دو اور اس کی کہ میں خاتم الانبیاء والرسل ہوں"۔ میں اس کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا۔ انہوں نے اس پر عذر پیش کیا اور دیناروں کی پیشکش کی۔ آپ نے فرمایا اچھا! زید سے پوچھو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میں اس کو تمہارے ساتھ بلامعاوضہ بھیج دیتا ہوں۔ حضرت زید نے کہا میں رسول اللہ ﷺ پر اپنے باپ کو ترجیح دوں گا اور نہ اپنی اولاد کو۔

یہ سن کر حضرت زید ؓ کے والد حارثہ مسلمان ہو گئے اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ ان کے باقی رشتہ داروں نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔(۵۰)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے عقیدہ ختم نبوت کو کلمہ شہادت میں جزو ایمان قرار دیا اسی لئے علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں۔

اذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات۔(۵۱)

"جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں وہ مسلمان نہیں' کیوں کہ یہ ضروریات دین میں سے ہے"۔

بحمد اللہ تعالیٰ ختم نبوت کے حوالے سے چالیس احادیث (اربعین) جمع کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

بقیہ صفحہ نمبر پر

غزہ لہولہان

از قلم: ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

امت مسلمہ عجیب آزمائش وابتلاء اور کرب وبلاء سے دوچار ہے۔ ایک طرف اندرونی خلفشار اور انتشار کے گہرے زخم ہیں، مصیبتوں اور تلخیوں کا الم ہے، سینہ جنگی اور خانہ جنگی کا دھواں ہے، خودکش حملوں کی تڑتڑاہٹ اور دھماکوں کی گھبراہٹ ہے تو دوسری طرف بیرونی آفتیں ہیں جن کا رخ امت مسلمہ کو فوکس کیے ہوئے ہے۔ باطل قوتوں کے ڈرونز اور لڑاکا طیاروں کو مسلم ممالک کی سرحدوں کے اندر ہدف سمجھا دیئے گئے ہیں، میزائلوں اور راکٹوں کو مسلم فضاؤں میں برسنے پر مامور کر دیا گیا ہے، توپوں کے دھانے مسلم آبادیوں کی طرف آگ برسا رہے ہیں، بے رحم ٹینک اسلامی شہروں کی طرف اچھل کود رہے ہیں، جدید سے جدید اور مہلک سے مہلک اسلحہ مسلمانوں کی زمینوں اور سینوں پر آزمایا جا رہا ہے۔

تازہ کربلا میں لہولہان غزہ ہے، غزہ کی سرزمین فلسطینیوں کا پرانا وطن ہے اور امت مسلمہ کے لئے الفت وعقیدت کا مرکز ہے کیونکہ ختم المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ کے پردادا حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کا انتقال اسی شہر میں ہوا اور یہی آپ کا مدفن ہے۔ اس لئے اسے تاریخ میں غزہ ہاشم رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا رہا ہے۔ مکہ شریف اور غزہ کا پرانا رابطہ تجارتی نوعیت کا تھا کیونکہ غزہ پرانے زمانے میں بہت بڑی تجارتی منڈی تھی۔ اور اہل مکہ یہاں تجارت کے لئے آتے جاتے تھے۔

غزہ اس مقدس فلسطین کا ایک حصہ ہے جس فلسطین کی تاریخ تقدس تنویر وتقدس کے لمحات سے استوار ہے۔ جس کے چپے چپے پر اللہ تعالیٰ کے عظیم انبیاء کرام علیہم السلام کی داستانیں رقم ہیں اسی کے دامن میں بیت المقدس کی زندہ عظمتیں ہیں۔

یہ ایک تلخ داستان ہے انگریزوں نے ۲ نومبر ۱۹۱۷ء کو اعلان بالفور کے ذریعے فلسطین میں یہودیوں کے قومی وطن کا اعلان کیا جسے اسرائیل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عرب سرزمین پر ایسے یہودی سلطنت کا قیام ہے ناجائز اولاد کی مانند تھا اور ایک غاصبانہ کاروائی تھی ایسے ہی ان شرپسندوں کے ملک کو اسرائیل کا مقدس نام دینا بھی ایک لغوی غصب تھا جو آہستہ آہستہ رواج پا گیا کیونکہ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے جو عبرانی زبان کے دو الفاظ اسرا اور ایل سے بنا ہے۔ اسرا کا معنی ہے عبد اور ایل کا معنی ہے اللہ۔ تو اسرائیل کا معنی بنا عبداللہ، اس ملک کا نام عبداللہ ہے اور کام عبدالشیطان والے ہیں۔

بدقسمتی سے ۱۹۴۸ء سے غزہ سمیت فلسطین کے دیگر علاقوں پر اسرائیل نے ظالمانہ قبضہ جما رکھا ہے اور پورے فلسطین میں فلسطینیوں کی نسل کشی اور جبری انخلاء کا سلسلہ جاری ہے۔ ۶۵ سال سے فلسطینی اس غاصبانہ قبضے کے خلاف جہاد کر رہے ہیں، یہودی مظالم کے خلاف آزادی فلسطین کے لئے جہاد تاریخ کا ایک روشن باب ہے اور ایک طویل داستان ہے، بیدار عربوں کے بچے بچے کی زبان پر سالہا سال سے یہ ترانہ ہے۔

اصبح الآن عندی بندقیه ...... الی فلسطین

خلونی معکم
(چونکہ میں نے قلیل حاصل کر لی ہے ...... چنانچہ مجھے
اپنے ساتھ فلسطین لے چلو)

بظاہر ۲۰۰۵ء سے غزہ پر حماس کی حکومت ہے جو انتخابی عمل کے ذریعے قائم ہوئی لیکن غاصب یہودی فوجی جب چاہتے ہیں ٹینکوں اور بھاری جنگی مشینری کے ہمراہ غزہ کے گلی کوچوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور نہتے شہریوں پر آتش و آہن کی بارش شروع کر دیتے ہیں یہاں تک کہ کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال سے بھی باز نہیں آتے۔ جنوری ۲۰۰۹ء سے غزہ کو خصوصی طور پر مشق ستم بنایا گیا ہے۔ جہاں ہر قسم کے اسلحہ سے لیس صیہونی درندے دندناتے پھر رہے ہیں۔ جنوری ۲۰۰۹ء میں Dime بم کا بھی استعمال کیا گیا جس کے نتیجے میں فلسطینی اتھارٹی کے زیر کنٹرول بہت سے علاقوں میں کینسر کا مرض وبائی صورت اختیار کر گیا۔

یہ عجیب بات ہے کہ امت مسلمہ پر ڈھائے گئے مظالم ایسے ہوتے ہیں یا تو اقوام متحدہ اور اس کی سلامتی کونسل کو نظر ہی نہیں آتے یا انسانی حقوق کے علمبرداروں کے نزدیک انسان اور حقوق کی تعریف ہی کچھ اور ہے۔ لگتا ہے کہ سلامتی کونسل کا مطلب اسلام دشمنوں کی سلامتی ہے۔ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جہاد کے دعویداروں کو مسلم امہ کا خون بہانے والوں کی دہشت گردی نظر کیوں نہیں آتی؟ ۶۵ سالوں سے فلسطینیوں کا خون بہانے والے صیہونی، ۶۳ سالوں سے کشمیریوں کے خون سے ہولی کھیلنے والے ہندو فوجی دہشت گرد کیوں نہیں ہیں؟ اور ان کے خلاف کاروائی اقوام متحدہ کا فرض منصبی کیوں نہیں ہے؟

۲۰ نومبر سے غزہ پر جاری اسرائیلی جارحیت کو تقریباً ایک ہفتہ ہو گیا ہے اور آپریشن پلر آف ڈیفنس کے نام سے ظلم و ستم کا بازار گرم کیا گیا ہے۔ پہلی رات ہی اسرائیلی طیاروں نے ۱۸۰ فضائی حملے کیے۔ اب تک ان اسرائیلی فضائی حملوں میں ایک سو سے زائد فلسطینی مسلمان بشمول عورتوں اور بچوں کے شہید ہو چکے ہیں۔ اور سات سو سے زائد افراد زخمی ہو چکے ہیں۔ سرکاری تنصیبات اور املاک کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا ہے۔ غزہ کے گلی کوچوں میں قیامت صغریٰ کا سماں ہے اس کے باوجود اس بربریت اور ظلم و ستم کو یہاں گون کی ظالم ڈکشنری کے مطابق Terrorisim اور Militancy نہیں کہا جا سکتا اور اوبامہ اسرائیل کی حمایت کا مسلسل اعادہ کر رہا ہے اور اس کے پاس غزہ کے شہیدوں اور آفت زدہ مسلمانوں اور زخمیوں کی حمایت کے لئے ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ الٹا اوبامہ حماس کو مورد الزام ٹھہرا رہا ہے کہ اس نے اسرائیلی شہروں پر راکٹ داغے ہیں حالانکہ یہ بات بالکل حقیقت کے خلاف ہے۔ بات اصل میں یہ ہے ایک ہفتہ قبل حماس کے مشہور کمانڈر احمد الجابری کو اسرائیلی فوجیوں نے ایک میزائل حملے کا نشانہ بنایا۔ الجابری کی شہادت کے بعد غزہ میں اشتعال کی لہر اٹھی جس کے نتیجے میں الفجر ۵ میزائل داغا گیا۔ ہاں یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۹۱ء سے لے کر اب تک صدام حسین کے سکڈ میزائل کے بعد کسی نے تل ابیب کا رخ کیا ہے تو وہ حماس کا الفجر ۵ راکٹ ہے۔

چنانچہ غزہ سے داغے گئے راکٹ کو غزہ راکھ کرنے کا سبب قرار دینا معقول نہیں۔ اسرائیلی بدمست ہاتھی پہلے ہی کتنی مرتبہ امن و آشتی کو تہہ و بالا کرنے کے لئے چڑھ دوڑے ہیں۔ ان سے نہ تو عراق کا ایٹمی ری ایکٹر محفوظ رہا، نہ خرطوم کی اسلحہ ساز فیکٹری محفوظ رہی ہے بلکہ ہر مسلم ملک پر ڈھائی گئی ظلم کی رات میں اسرائیلی طیاروں کی بمباری ایک شرمناک کردار ہوتا ہے۔

عجیب تماشہ ہے کہ جو قراردادیں کسی اسلامی ملک کیخلاف ہوں مہینوں کیا گھنٹوں میں اس ملک کی بنیادیں ہلا دیتی ہیں اور انہیں عملی جامہ پہنا دیا جاتا ہے مگر جو قراردادیں کسی اسلامی ملک کی

حمایت میں ہوں ان کی یادیں بھی بھلادی جاتی ہیں۔ ۱۹۷۸ء میں طے پانے والے کیمپ ڈیوڈ معاہدے کے تحت فلسطینیوں کی آزادی کا حق تسلیم کیا گیا مگر آج تک آزاد فلسطین ریاست کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا اور حالیہ بربریت میں تو اوسلو معاہدے کی بھی دھجیاں اڑادی گئی ہیں۔

اسرائیل کے مسئلہ پر عربوں اور امت مسلمہ کا اپنا کردار بھی ایک المیہ اور لمحہ فکریہ ہے۔ ڈیڑھ ارب مسلمان اور ۵۷ اسلامی ممالک کیا صرف زبانی مذمت کے لئے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اسرائیل کا کل رقبہ اکیس ہزار مربع کلومیٹر ہے اور کل آبادی تقریباً (۶۰) ساٹھ لاکھ ہے اس چھوٹے سے ناجائز ملک کو اسلامی ممالک مصر، اردن، شام اور لبنان نے چاروں اطراف سے گھیرا ہوا ہے جن کا رقبہ ۱۳ لاکھ مربع کلومیٹر اور آبادی تقریباً ۱۲ کروڑ ہے اگر یہ ممالک شیروں جیسی ایک انگڑائی بھی لیتے تو اسرائیل ایسے شکنجے میں تڑپتا کہ اس کا کھایا پیا ہی صرف باہر نہ نکلتا بلکہ جان بھی باہر نکل جاتی۔ لیکن سامراج نے عرب حکمرانوں کی سستی کو کیسا لاعلاج بنادیا ہے۔ ابھی تک عرب لیگ صرف ایک فارملیٹی پوری کررہی ہے۔

ہمارے حکمرانوں کے ساتھ ساتھ عوام کا انداز تدبر بھی ایک مخصوص سانچے میں ڈھل گیا ہے کہ ہم مذمت بھی اسی واقعہ کی کرتے ہیں جو امریکہ کے نزدیک قابل مذمت ہو۔ ہمارے ملک کا ایک طبقہ تمام مسائل اور احوال و واقعات کو امریکی آنکھ سے دیکھتا ہے جسے امریکہ ظلم کہے اسے یہ بھی ظلم کہنا شروع کردیتا ہے۔ امریکہ نے سلالہ ایئر بیس پر ڈرون حملے کے نتیجے میں جام شہادت نوش کرنے والے نوجوانوں پر ڈھائے گئے ظلم کو ظلم نہیں کہا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ سلالہ کو نظر انداز کرنے والا امریکہ ملالہ کے لئے نظر انداز ہو گیا۔ اور اقوام متحدہ سے لے کر ہمارے حکمرانوں تک ملالہ کیساتھ اظہار یکجہتی کا دن منانے لگے۔ اس میں کوئی شک نہیں ظلم ظلم ہے جہاں بھی ہو قابل مذمت ہے۔ مگر ہمارے حکمرانوں اور کچھ عوام امریکا کو حسن وقبح کا معیار کیوں بنا بیٹھے ہیں؟ اصل میں لہولہان غزہ کے زخموں سے بہتے لہو کا یہی سوال ہے۔ آج غزہ کے شہیدوں کا لہو غیرت مسلم کو جھنجھوڑ رہا ہے آج قدس کی افسردہ فضائیں کسی صلاح الدین ایوبی کے انتظار میں ہیں۔

سلام ہو فلسطینی مجاہدوں کو داستان حریت رقم کر رہے ہیں۔ وعدہ قرآنی سچا ہے جو پورا ہوگا تمام باطل تو تیں جھاگ ہیں اسلام وہ پانی ہے جو حقیقت ہے اگرچہ فی الوقت جھاگ کے نیچے ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے برحق فرمایا ہے ایسا وقت آنے والا ہے کہ جب پتھر مسلمان فوجیوں سے کہیں گے یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کردو۔

سن رہا ہوں نجروں میں پھر گیاہ ہونے کو ہے
بیت ابیض جلد ہی پورا سیاہ ہونے کو ہے
سمٹ جائیں گے زمین سے پھر غلامان صلیب
سامراجی سوچ کا بیڑا تباہ ہونے کو ہے
لرز اٹھے گا حسینی کارواں سے تل ابیب
قدس کی آہوں سے پیدا اک سپاہ ہونے کو ہے

ایڈیٹر ماہنامہ "جہان رضا" لاہور کو صدمہ

ماہنامہ "جہان رضا" لاہور کے ایڈیٹر ادیب و نقاد پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی صاحبزادی کے انتقال پر تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان کے رہنماؤں سید واجد علی گیلانی، قاری افضل باجوہ، افضل رشید نقشبندی، علامہ منور نورانی، میاں جان محمد، مشتاق احمد نورانی اور اسداللہ حیدر نے اپنے مشترکہ بیان میں گہری تعزیت کا اظہار کیا اور دعا کی کہ اللہ مرحومہ کو جنت الاعلیٰ میں خاص جگہ عطا فرمائے۔

عقیدہ ختم نبوت وقت کی اہم ضرورت

تحریر: مولانا محمد شاہد خان

ملعون مرزا غلام قادیانی کی خودساختہ وسرکاری نوازنبوت پر بحث وتمحیص ہوتے کوئی ایک صدی سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے۔ اب اس فتنے کے تمام پہلو اتنے واضح اور روشن ہو چکے ہیں کہ مسلمانوں کو مزید کسی سازش کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں۔ مگر کوئی اندھا ہو تو اس کا کیا علاج؟ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی پیغمبر اپنے عہد کے سامراج کا قصیدہ گو ہو سکتا ہے؟ بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ سوال یہ بھی ہے کہ انگریزی واستعماری قوتوں نے مرزا غلام قادیانی کی سرپرستی کیوں کی؟ وہ بھی اس بدشکل، بے اصل اور غلیظ انسان کی؟...... وجہ یہ تھی کہ استعماری وسامراجی طاقتوں کو غلامان مصطفیٰ ﷺ کی حمیت وغیرت اوران کی اپنے محبوب آقا سے والہانہ محبت سے خطرہ درپیش تھا جو بصورت جہاد پہاڑوں کو صفحۂ ہستی سے اور دشمنان دین کو عالم دنیا سے ملیا میٹ کر سکتی ہے۔

یہی (غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کا) قبیلہ انگریز کا سب سے بڑا مسئلہ تھا اور اس سے نجات حاصل کرنا ازحد ضروری۔ چنانچہ مسلمانوں کی دینی حمیت اور غیرت کے خاتمہ کیلئے سازشی انگریز نے جہاں دیگر چالوں سے دین کی بنیاد کھوکھلی کرنے کی کوشش کی تو ساتھ ہی جعلی نبوت کا سہارا بھی لیا۔ اگر انگریزوں کے پروردہ قادیانی ٹولے کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا جیسا کہ آج بھی مذہب کو بندے اور خدا کا ذاتی معاملہ قرار دینے والا ماڈرن انگریزی طبقہ عموماً پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر کہتا ہے تو اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا؟

ان دھوکے باز نام نہاد مسلمانوں کے دام فریب میں آ کر ختم نبوت کے مسئلے کو نظر انداز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف پاکستان کے پیکر میں بلکہ پوری امت مسلمہ کے پیکر میں ہلاک کر دینے والے کینسر کو قبول کر لیا جائے۔ اگر آج امت مسلمہ نے بالعموم اور مسلمانان پاکستان نے بالخصوص ایک جھوٹے ملعون خودساختہ نبی کو اور استعمار کی حاشیہ برداری کرنے والی ذریت کو برداشت کر لیا تو وہ اس طرح کے دوسرے خوفناک فتنوں اور سازشوں کو بھی برداشت کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ جس کے نتیجے میں وہ اس غیرت وحمیت سے محروم ہو جائیں گے جو اس امت کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ مزید یہ کہ وہ اپنی ہستی شناخت اور پہچان کھو دیں گے اور کارگہ حیات میں ان کے جینے کا کوئی جواز باقی نہ رہے گا۔

اسلام کی عمارت ختم نبوت پہ استوار ہے۔ جبکہ آج یہود ونصاریٰ اور قادیانی ٹولہ اس عمارت کو گرانے کے درپے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے حجاز مقدس کے بادیہ نشینوں کی ہدایت وراہنمائی کیلئے فرشتے نہیں اترے تھے بلکہ ریگزار حجاز کے سرکش مکینوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جہاں کے باسیوں نے اللہ کے محبوب رسول ﷺ کا پیغام "وما ینطق عن الھویٰ" والی مقدس زبان سے سنا تو ان کی میلی روحیں اُجلی ہو گئیں۔ یہ آپ کی تعلیم وتربیت اور راہنمائی کا نتیجہ تھا کہ بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے والے وحشی حیوانوں اور درختوں تک کی حفاظت کرنے لگے۔ آپ ہی کے حسن سلوک اور بلند کردار سے روشنی پا کر بدو بھی رشک شمس وقمر ٹھہرے۔ پڑوسی اور رشتہ دار کا حق فائق ہوا۔ اجنبیوں اور مسافروں کی حفاظت اہل علاقہ کا فرض منصبی بن گیا۔ یہاں تک کہ حقوق العباد حقوق اللہ کی طرح معتبر ٹھہرے۔ یہ آپ ہی کی تعلیمات کا ثمر تھا کہ لوگوں میں یہ احساس پیدا ہوا کہ خدائے واحد کی بارگاہ میں ذرہ برابر نیکی اور ذرہ برابر برائی کا بدلہ دیا

جائے گا۔ انسانی زندگیوں کا احترام آپ ہی نے قائم فرمایا اور اللہ کے حکم کو بندوں پر آشکارا کیا۔

آپ ہی کے قائم کردہ تمدن سے نور کی کرنیں لیکر دوسری اقوام نے وحشت سے نجات حاصل کی۔ آپ ہی کے سنہری اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ناکام ریاستیں کامیابی سے ہمکنار ہوگئیں۔ آپ ہی کے فرمودات عالیہ سے ضیاء پا کر جدید و قدیم سائنسی تحقیقات کے دریچے کھلے اور محنت کو اکرام حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی اس سرزمین پر کوئی بشر سانس نہیں لیتا جس کی گردن پر اللہ کے آخری رسول کا احسان نہ ہو۔

اگر کوئی شخص اسلام کی اس عظیم الشان اور خوبصورت عمارت (جو کہ پانچ ستونوں پر قائم ہے) میں سے کسی ایک ستون کو گرانا چاہے جس کے نیچے بندگان خدا پناہ حاصل کرتے ہوں تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ وہ کس سزا کا مستوجب ہوگا؟ جو شخص اربوں مسلمانوں کے ایمان کی پناہ گاہ کا دشمن ہو کیا وہ کسی قسم کے حسن سلوک کا روادار ہے؟ یقیناً نہیں ہرگز نہیں بلکہ آج عقیدہ ختم نبوت وقت کی اہم ضرورت ہے۔ آج ہمیں گردوپیش کا جائزہ لینا ہوگا کہ کہاں کہاں اور کس کس عہدے پر ملعون قادیانی کی ناجائز ذریت کام کر رہی ہے؟ ہمیں انفرادی اور اجتماعی ہر دو سطح پر ان کالی بھیڑوں کو پہچاننا ہوگا تا کہ ان آستین کے سانپوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جاسکے۔

افسوس تو اس بات پر ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی نام نہاد مسلم حکومت ہی ان ملعونوں کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ ان بدبختوں کو بڑے بڑے سرکاری عہدے دیے جا رہے ہیں۔ ایسے میں یہ امت سنگین خوف و دہشت، بدامنی، بے روزگاری اور غیر یقینی کی کیفیت سے دوچار نہ ہوں تو کیا ہو۔ آج ہمارے حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لینا ہوں گے، اپنے اور بیگانوں کی پہچان کرنا ہوگی اور عقیدہ ختم نبوت کا پرچار سرکاری سطح پر کرنا ہوگا کیوں کہ جب تک حکومتی سطح پر ملعون قادیانی کی ذریت کو ایوانوں سے باہر نہیں نکالا جائے گا۔ اس وقت تک یہ امت ترقی نہیں کرسکتی۔ اس امت کی ترقی و خوشحالی کا راز ختم نبوت پر ایمان اور ناموس رسالت ﷺ کے دفاع میں مضمر ہے۔

آج جب منکرین ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان پر تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں اور مسلسل غلامان مصطفی ﷺ کے جذبات سے کھیل رہے ہیں تو ایسے کشیدہ اور نازک حالات میں تحریک فدایان ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد یقیناً احسن اقدام ہے۔ جب کہ جماعت اہلسنت پاکستان (پنجاب) کے زیر اہتمام انٹرنیشنل سی سیکرٹریٹ لاہور میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد صیہونی و قادیانی قوتوں کیلئے واضح پیغام ہے کہ مسلمان اپنے آقا و مولا ﷺ کی عزت و ناموس کی حفاظت و دفاع کیلئے کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں۔ آج چاروں صوبائی و قومی اسمبلی میں موجود ہمارے تمام قائدین کو کم از کم ختم نبوت جیسے اہم ایمانی معاملے پر ضرور اتحاد کرنا چاہیے اور قادیانی فتنہ کا مشترکہ طور پر ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے تا کہ اس فتنے کو مزید پنپنے کا موقع نہ ملے۔ یہی ایمانی تقاضا ہے اور وقت کی اہم ضرورت بھی۔

مشاہداتِ حج

تحریر: مفکر اسلام شیخ الحدیث ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی حفظہ اللہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حج ۱۴۳۳ھ مکمل ہو گیا ایک بار پھر فضاؤں میں لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کی صدائیں گونجیں، بخشش و مغفرت کے میلے لگے۔ ۹ ذوالحج یوم عرفہ کو نماز فجر کے بعد کعبۃ اللہ تعالیٰ ۷۰۰ سو کلوگرام خام ریشم اور ایک سو بیس (۱۲۰) کلوگرام سونے چاندی سے تیار شدہ ۲۰ ملین ریال کی نئی پوشاک ایک سال کے لئے زیب تن کی۔ دنیا کے کونے کونے سے لاکھوں فرزندان اسلام نے اپنا گھر اور اپنا آرام چھوڑ اور اپنا مال خرچ کر کے حرمین شریفین کا سفر کیا، فلسطین اور لبنان میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جاتی رہی۔ شام کی سرکاری فوجیں نہتے عوام پر فضائی حملے کرتی رہیں، سعودی حکمرانوں اور مفتیان کا گستاخانہ فلم کے بارے میں خاموشی کا روزہ بدستور جاری رہا۔ گلی کوچوں میں حاجی حاجی اور طریق طریق کا شور اٹھتا رہا مختلف ممالک کے حج مشن متحرک رہے۔ مطوف (معلم) اور منظم (ٹور آپریٹر) اپنی مصروفیات سے فارغ ہوئے، سعودی حکومت کو مجموعی طور پر ۲۰۱۲ء میں حج و عمرہ سے ۶۲ ارب ریال کی آمدنی ہوئی۔

اسلامی کیلنڈر میں حج کے مہینوں کا ایک منفرد مقام و اہتمام ہے۔ حج رکن خاص ہے قرآن و سنت میں اس کے خصوصی احکام و انعام لینے کا ذکر کیا گیا ہے۔ حج اجتماعی عبادت ہے جو معین اوقات میں مخصوص مقامات پر ہی ہو سکتی ہے۔ حج محبت الٰہی اور عشق رسول ﷺ کے چمن کے ابر کرم اور عہد بہار ہے، حج اطمینان قلب اور تسکین روح کے لئے گراں قدر تحفہ ہے، حج توبہ کا موقع، مغفرت کا قرینہ، بخشش کی رت، عبادات کا سیزن اور نجات کا موسم ہے اس موسم کا تعلق آب و ہوا سے نہیں بلکہ مزدلفہ و منیٰ سے ہے، یہ موسم بہار اور خزاں کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایمان اور اعتقاد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، یہ موسم سردی اور گرمی سے عبارت نہیں بلکہ احرام اور رمی سے عبارت کا نام ہے، یہ لبیک کی صداؤں رحمت کی گھٹاؤں اور مقبول دعاؤں کا موسم ہے، اللہ تعالیٰ سے ملاقات جنت کی سوغات، اشکوں کی برسات اور عرفات کا موسم ہے، بیت اللہ اور در رسول ﷺ سے ہجر و فراق ہر مسلمان کو تڑپاتا ہے، دنیا کا حسین اور رنگین منظر دیکھ لینے کے باوجود انہیں دیکھے بغیر روح تشنگی محسوس کرتی ہے چنانچہ یہاں کی حاضری کی آرزو بندے کے ساتھ ہو جاتی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ آرزو جوان جوان ہوتی چلی جاتی ہے پھر زندگی گھٹتی جاتی ہے مگر یہ آرزو بڑھتی جاتی ہے۔

حرمین شریفین کی سرزمین ایسی سرزمین ہے جہاں عشاق سر کے بل چلنے کے لئے تڑپتے رہتے ہیں۔ کیوں نہ ہو ہر مسلمان یہ چاہتا ہے میرے دل کی کھیتی آج بھی جس چشمہ صافی سے سیراب ہو رہی ہے میں ایک بار جا کے اس کی زیارت تو کروں، جس آفتاب کی روشنی آج بھی میرے دل کے آنگن میں ہے جس افق سے وہ طلوع ہوا اس افق کا دیدار تو کروں، جن فضاؤں نے حضرت محمد ﷺ کی مقدس و معطر سانسیں ذخیرہ کر رکھی ہیں میں بھی وہاں سانس لوں، جن پہاڑوں پر رخ زیبا کے جلوے مرتسم ہیں میں ان سے ملاقات تو کروں، جن سنگریزوں نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قدموں کو چوما میں ان

سے کچھ دیر سرگوشی تو کروں۔ جن گذرگاہوں سے میرے محبوب ﷺ کبھی گذرے تھے میں اپنی سوچ کو کچھ دیر وہ اعتکاف تو بٹھاؤں۔ جن جن وادیوں سے ان کا گذر ہوا تھا وہاں جا کر آپ کی خوشبو تو سونگھوں۔

بندہ سالہا سال سے موسم حج کا مشاہدہ کر رہا ہے مجھے حرمین شریفین کی محبت کے متوالوں کے جذبات عقیدت اور احساسات ارادت کا کوئی کنارہ نظر نہیں آیا۔ یہاں بچے، بوڑھے، مرد، عورت، گورے کالے، عربی عجمی، امیر و غریب اپنے انداز رکھتے ہیں۔ در کعبہ اور مواجہ شریف کے سامنے سیدھا سادھا اور ان پڑھ آدمی جس انداز سے اپنی عرض پیش کرتے ہیں میں سن کر اور دیکھ کر حیران ہوتا ہوں کہاں کہاں سے کرنیں اٹھتی ہیں اور آفتاب سے آ کر چمٹ جاتی ہیں۔

اس حج کے موقع پر سعودی اخبار عکاظ میں یہ خبر چھپی کہ تاجکستان کے دو حاجی جن کی عمریں ساٹھ سال سے زائد ہیں پیدل چلتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے پانچ ہزار کلو میٹر کا سفر چھ ماہ سے زائد وقت میں طے کیا وہ افغانستان سے ہوتے ہوئے ایران پہنچے وہاں سے متحدہ عرب امارات اور پھر وہاں سے مدینہ شریف پہنچے۔ انہوں نے دس افراد کے قافلے میں یہ سفر شروع کیا تھا مگر آٹھ راستے میں ہمت ہار گئے اور دو خوش نصیب پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ ایک سروے رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۲ء میں ایک کروڑ بیس لاکھ افراد حج و عمرہ کے لئے حجاز مقدس پہنچے۔

حج امت مسلمہ کی اجتماعیت کا آئینہ دار ہے فرزندان اسلام کا یہ سالانہ انٹرنیشنل اجتماع مسلمانوں میں جذبہ اخوت پیدا کرتا ہے کائنات کے کونے کونے میں بسنے والی انسانی آبادیوں میں کھلنے والے اسلام کے پھول، اپنے جدا جدا جغرافیہ و ماحول، رنگ و نسل خدوخال، طبائع و مزاج اور چال ڈھال کے ہمراہ ایک اللہ اور ایک رسول ﷺ کا کلمہ الاپتے ہوئے جب کعبہ کے گرد گلدستہ بناتے ہیں تو ماحول میں عجیب رنگ بھر جاتا ہے طاغوت کے شکنجے میں جکڑے ہوئے اور سازشوں کے جال میں گھرے ہوئے مسلمانوں کی مایوسی دور ہوتی ہے

حج کا اجتماع خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ختم نبوت کے فیض، قرآن مجید کے اعجاز اور اسلام کے جامع دین ہونے کا بین ثبوت ہے۔ عرفات کے میدان میں کرہ ارض پہ بسنے والے انسانوں کا جس انداز کا نمائندہ اجتماع ہوتا ہے دنیا کا کوئی مذہب اور کوئی طاقت اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ اس سال بھی عرفات کی وادی میں ۱۸۰ ملکوں سے تعلق رکھنے والے تقریباً تین ملین انسان ۸۰ زبانوں میں اسلام کی صداقت کے نعرے لگا رہے تھے۔ ایسی انسانی بستی آباد کرنا کسی کے بس میں نہیں، ان انسانوں کے خوف خدا اور شوق بخشش میں دھڑکتے دلوں، چیختے لبوں اور چھلکتے آنسوؤں کی مثال کون پیش کر سکتا ہے۔ میں نے عرفات میں پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے لوگوں کو دیکھا، لگ رہا تھا کہ اشکوں کا سیل رواں معصیت کے داغ مٹا دے گا، لوگوں میں رنگ و نسل، عمر و جنس، سٹیٹس اور مرتبہ کا تو تفاوت تھا مگر مانگ سب کی ایک تھی۔

حج ایک عبادت بھی ہے اور ایک روحانی انقلاب اور حضوری کا تربیتی کورس بھی ہے، حج اول سے آخر تک تبدیلی کا نام ہے مسکن اور محلہ کی تبدیلی، ملک کی تبدیلی اور لباس اور عادات کی تبدیلی، معمولات اور حرکات و سکنات کی تبدیلی، ایک میدان سے دوسرے میدان کی طرف تبدیلی، اپنے مالوف گھر، شہر اور وطن کو چھوڑا۔ اور پھر سلے ہوئے کپڑے پہننے کا عادی تھا وہ چھوڑ کر احرام باندھ لیا، سر ڈھانپنے کا طریقہ اپنایا ہوا تھا وہ چھوڑ دیا اسے ایسا ماحول فراہم کر دیا گیا ہے جدھر بھی سوچے تو نتیجہ یاد خدا کی صورت میں نکلے۔ جب اسے اچانک خیال آئے کہاں ہے میرا گھر، میں منیٰ کے خیموں میں کیوں ہوں؟ کہاں ہے میرا بیڈ روم؟ میں مزدلفہ میں

کھلے آسمان کے نیچے سڑک پر کیوں لیٹ گیا ہوں؟ کہاں ہے میرا عمامہ؟ میں ننگے سر کیوں ہوں؟ بدن میلا کچیلا کیوں ہے؟ میری خوشبو کہاں ہے؟ میں بڑھے بال کیوں نہیں کاٹ سکتا؟ عرفات سے مزدلفہ جاتے ہوئے مغرب کا وقت گذر رہا ہے میں نماز کیوں نہیں پڑھ سکتا؟ سوچ پھر جاکے رکتی ہے کہ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

حج میں قدم قدم پر جن امور کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں صبر، سفر، انتظار اور قطار ہے۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی جبکہ حج کے VIP پیکج متعارف ہو چکے ہیں سڑکوں کا جال، ٹرانسپورٹ کی بہتات، مشاعر ٹرین اور پھر ہوٹلنگ کی سہولیات کے باوجود بھی حج مشقت اور صبر کا نام ہے اور حج حج ہی ہے اب اگرچہ اونٹنیوں کی جگہ لگژری گاڑیوں اور ٹوڈیوں نے لے لی ہے صرف ٹریفک کی کئی گھنٹوں تک بلاکیج ہی سے عصر حاضر کا برق رفتار انسان چیونٹی کی رفتار سے بھی سست ہو جاتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں حج کو جہاد کہا گیا چنانچہ اردو میں حج اور جہاد کی تعبیر ایک ہے جس کے ایک فعل میں کئی افعال آجاتے ہیں، نماز پڑھی جاتی ہے، روزہ رکھا جاتا ہے، زکوٰۃ دی جاتی ہے مگر جہاد کی طرح حج کیا جاتا ہے۔ زمان و مکان کے ساتھ حج کی خصوصیت انسان کو یوں خاص کر دیتی ہے ساری زندگی پنجگانہ نماز تو کیا تہجد پڑھنے والے کے نام کے ساتھ نمازی، ہر سال زکوٰۃ دینے والے کے نام کے ساتھ حرکی اور کثیر الصیام انسان کے نام کے ساتھ صائم کا سابقہ نہیں لگتا۔ لیکن ایک بار حج کرنے والا ابھی اپنے ملک سے احرام باندھتا ہے لوگ اس کو حاجی کہنا شروع کر دیتے ہیں۔

نماز میں تکبیر تحریمہ سے جیسے انسان اپنے ماحول سے منقطع ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ احرام بھی حج کی ایک قسم کی تکبیر تحریمہ ہے جس میں انسان کی توجہ ہر طرف سے ہٹا کر اللہ کے ساتھ لو لگانے کا سامان کیا گیا ہے۔ حالت روزہ میں نہ کھانا، نہ پینا بندے کو حقیقت میں اللہ کی طرف متوجہ کرنے کیلئے ہے نفس جب خواہشات سے مجرد ہوتا ہے تو اس میں نور پیدا ہوتا ہے، حج میں گھر، وطن سے دوری، احباب و اقارب سے دوری اور احرام کی پابندیاں بھی بندے میں یکسوئی پیدا کرنے کیلئے ہیں مگر آج موبائل کے کثرت سے استعمال نے حج کی روحانی اقدار میں کافی بگاڑ پیدا کر دیا ہے۔ مجھے تو منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں اس وقت بہت سرور آتا ہے جب مجھے پیدل چلنا پڑے اور ارد گرد کے ماحول میں مجھے کوئی جانتا نہ ہو۔

حج کے دوران کیمرے کا استعمال چند سالوں سے بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اس سال تو اس کے استعمال میں خطرناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہونے لگا ہے کہیں انسان قبلے کو بھول کر کیمرے میں ہی مگن نہ ہو جائے میں نے ستر، اسی سالہ بوڑھی عورتوں کو بھی موبائل کیمرے سے ایک دوسرے کی تصویریں بناتے دیکھا، حالت طواف جس میں مڑ کر کعبہ کو دیکھنا بھی جائز نہیں۔ بعض لوگوں کو حالت طواف میں پیچھے منہ کرتے اپنی تصویر بناتے یا بنواتے دیکھا، مواجہ شریف جہاں در رسول ﷺ کی حاضری کے موقع پر مواجہ شریف کے سامنے جہاں انسان نگاہ حبیب ﷺ کے زیر سایہ گرد و پیش بلکہ اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے وہاں کثرت سے میں نے ایسے لوگ دیکھے جو موبائل اور ٹیبلٹ سے تصویریں بنانے یا بنوانے میں مصروف ہیں۔

بلکہ پس منظر میں روضہ رسول کو لانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں حالانکہ عباسی حکمران ابو جعفر منصور نے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ روضہ رسول ﷺ پر حاضری کے وقت میں قبلہ کی طرف پشت کر کے اور در رسول ﷺ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں یا رسول ﷺ کی طرف پشت کر کے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں تو آپ نے فرمایا کہ تم اس ذات سے اپنا چہرہ کیوں پھیرتے ہو؟ جو تمہارا ہی وسیلہ نہیں بلکہ تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا

بھی وسیلہ ہیں چنانچہ حضور ﷺ کی طرف منہ کرکے دعا مانگو۔

حج میں ہر سال بڑے بڑے عجیب وغریب، حیرت انگیز، عبرت ناک اور رقت آمیز مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں کچھ لوگوں کی داستاں بڑی دلدوز اور قابل رحم ہوتی ہے اور کچھ لوگوں کا انداز بڑا باعث رشک ہوتا ہے۔ میں اس انسان کو بڑا عظیم سمجھتا ہوں جو اپنی بوڑھی والدہ کی وہیل چیئر کو چلا رہا ہو یا اپنے لاغر باپ کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہو اور اسے کعبہ کے گرد چکر لگوا رہا ہو یا منیٰ، عرفات کی راہوں میں موجود ہو۔

حج میں جہاں بدن کے جھکنے سے گناہ جھڑتے ہیں وہاں عہد رفتہ میں بار بار جھانکنے سے لطف بڑھتا ہے۔ حج مخصوص کیفیات کا نام ہے جب تک وہ کیفیات حاجی اپنے اوپر طاری نہ کرے حقیقی مقاصد سے عاری رہتا ہے۔ حج حسین یادوں کا ایک سلسلہ ہی نہیں بلکہ صدیوں کی روحانی انجمنوں کی ایک کائنات بھی ہے، کتنے انبیاء کرام علیہم السلام مقربین اور صالحین کی جماعتوں نے یہاں پڑاؤ ڈالا ہمارے آقا ﷺ نے تو صرف چشم تصور سے ہی نہیں بلکہ حقیقی آنکھ سے دیکھ کر فرمایا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گذر رہے ہیں اور ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سواری ہے

حاجی کعبہ دیکھے تو جلال و جمال خداوندی کا تصور، مقام ابراہیم دیکھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے کعبہ کو تعمیر کرنے کا تصور، حجر اسود کو دیکھے تو رسول اللہ ﷺ کے اسے نصب کرنے والے ہاتھوں کا تصور، طواف کرے تو رسول اللہ ﷺ اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کا کندھے ہلا کر کفار مکہ کے دل دہلانے کا تصور صفا مروہ کو دیکھتے ہی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ان مضطرب لمحات کا تصور، زمزم کا گھونٹ بھرتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ننھی ننھی ایڑیوں کا تصور، منیٰ میں رسول اللہ کی چھری کی طرف لپکتے اونٹوں کا تصور، کیا پرنور زمانہ تھا جب منیٰ میں جمرہ عقبہ سے ۵۰۰ میٹر کے فاصلے پر مسجد بیعت کے مقام پر مدینہ شریف سے آئے ہوئے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، کیا حقیقت افروز لمحات تھے جب حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کے میدان میں جبل رحمت کی نچلی جانب مسجد صخرات کی جگہ قصواء اونٹنی پر کائنات کے رسول اعظم ﷺ قیامت تک کے انسانی ضابطوں کا متن ارشاد فرما رہے تھے۔

حج کے موقع پر بیت اللہ کی زیارت اور مشاعر مقدسہ کی حاضری میں جہاں سرور و تسکین ہے وہاں مدینہ شریف کی حاضری بھی اس سفر کا خلاصہ ہے مدینہ منورہ دارالایمان ہی نہیں بلکہ ایمان بھی ہے۔

سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اس مقام پر جلوہ گری کی وجہ سے یہ سرزمین پوری کائنات میں منفرد ہے، یہاں کے دن تو کیا راتوں میں بھی روشنی ہے، یہاں کے پھول تو کیا کانٹوں میں بھی حسن ہے، یہاں کے گلزاروں ہی میں نہیں بیابانوں اور ویرانوں میں بھی بہار رونق افروز ہے۔ یہاں ماحول میں اپنے پن کا احساس اور فضاء میں مٹھاس ہے، یہاں ہوائیں چلنے سے پہلے ادب و احترام کا قرینہ سیکھتی ہیں، چاند کی چاندنی باوضو ہو کر اور سورج کی کرنیں سو بار غسل کر کے حاضر خدمت ہوتی ہیں یہاں صرف انسان ہی نہیں روزانہ ستر ہزار قدسی بھی حاضری کی سعادت پاتے ہیں۔

دنیا کی کوئی بہار گنبد خضری پر جمی ہوئی نگاہ کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی اور دنیا کا کوئی حاتم طائی مدینہ شریف کے منگتے کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکتا کجکلاہی بھی یہاں کی گدائی پہ فخر کرتی ہے اور شام غریباں صبح وطن پہ شرف رکھتی ہے اس شہر میں جینے ہی کی نہیں بلکہ حالت ایمان میں مرنے کی دعائیں مانگی جاتی ہیں کیوں نہ ہو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ شریف کے مشکلات پر صبر کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی ہے۔

حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہم

سید محمد اجمل گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حدیث رسول ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دن کے کسی وقت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا آپ نے مجھ سے کوئی بات کی نہ میں نے آپ سے کوئی بات کی حتیٰ کہ آپ بنو قینقاع کے بازار میں پہنچے پھر واپس مڑے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے اور فرمایا کیا یہاں بچہ ہے؟ کیا یہاں بچہ ہے؟ یعنی حضرت حسن ہم نے یہی گمان کیا کہ ان کی والدہ نے ان کو غسل کرانے اور ان کو ہار پہنانے کیلئے روک رکھا ہے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت حسن دوڑتے ہوئے آئے اور ہر ایک نے دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال دیں رسول اللہ ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کر۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر دیکھا در آں حالیکہ آپ فرمارہے تھے۔ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: حسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القریشی الہاشمی آپ کی کنیت ابو محمد ہے نبی ﷺ کے نواسے ہیں آپ کی ماں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہیں جو سیدہ نساء العلمین ہیں حضرت حسن اہل جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں۔ نبی ﷺ کے خوشبودار پھول اور آپ کے ہم شکل ہیں۔ نبی ﷺ نے ان کا نام حسن رکھا ساتویں دن عقیقہ کیا اور بال مونڈھے اور یہ حکم دیا کہ ان کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کردی جائے جن کو آپ نے اپنی چادر میں لیا ان میں یہ پانچویں ہیں۔ ابو احمد عسکری نے کہا ہے کہ ان کی کنیت ابو محمد خود حضور ﷺ نے رکھی تھی۔ حضرت حسن اور حسین سے پہلے یہ نام کسی کے نہیں رکھے گئے۔ حضرت حسن نصف رمضان ۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۹ھ میں مدینہ منورہ میں وصال فرماگئے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

مخارق بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ کے اعضاء میں سے ایک عضو میرے گھر میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ عنقریب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا تم اس کو دودھ پلاؤ گی پھر حضرت حسن پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ان کو دودھ پلایا۔

ابوالحوراء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کو رسول ﷺ سے سنی ہوئی کونسی احادیث

یاد ہیں۔ حضرت حسن نے کہا مجھے یاد ہے کہ میں نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لی اور اس کو منہ میں رکھ لیا رسول اللہ ﷺ نے اس کو میرے منہ سے نکال کر پھر صدقے کی کھجوروں میں ڈال دیا۔ آپ سے پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ان کھجوروں میں کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم آل محمد کیلئے صدقہ جائز نہیں ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے دو عظیم جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ رسول ﷺ کے کوئی مشابہ نہیں تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن رسول ﷺ کے کندھے پر تھے ایک شخص نے کہا اے صاحبزادے! آپ کی سواری بہت اچھی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا سوار بھی کیا خوب ہے۔

حضرت حسن بن علی نے متعدد بار پیدل حج کیا وہ کہتے تھے کہ مجھے اپنے رب سے حیاء آتی ہے کہ میں اس سے ملاقات کروں اور اس تک پیدل چل کر نہ جاؤں انہوں نے تین بار اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ دو بار اپنا تمام مال راہ خدا میں خرچ کر دیا۔ وہ حلیم کریم اور متقی تھے ان کا تقویٰ انہیں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور دنیا سے بے رغبتی پر ابھارتا تھا' انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی مدد میں سبقت کی سترہ رمضان ۴۰ ہجری میں اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ ہوئے چالیس ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی عراق خراسان حجاز اور یمن وغیرہ پر سات ماہ حکومت کی پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام سے ان پر فوج کشی کی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی فوجیں اتار دیں۔ جب دونوں فوجیں بالمقابل ہوئیں تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے سوچا کوئی فریق دوسرے پر اس وقت تک غالب نہیں ہوگا۔ جب تک طرفین سے بکثرت مسلمانوں کا خون نہ بہے پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اس شرط پر حکومت ان کے سپرد کر دیتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت ان کے پاس رہے اور یہ کہ ان کے والد کے ایام میں مدینہ حجاز اور عراق کے لوگوں کے پاس جو کچھ تھا اس کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مطالبہ نہیں کریں گے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور نبی ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرا دے گا اور جس شخص کو نبی ﷺ نے سید فرمایا ہو اس کیلئے اس سے بڑھ کر اور کیا شرف ہوگا۔

شان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ترمذی شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ یعنی تجھے اللہ نے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی روز سے میرے والد محترم کا نام عتیق پڑ گیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۶)

ابو داؤد شریف کی حدیث ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہیں فرمایا اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ یعنی اے ابوبکر سن لو میری اُمت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہوگے۔

شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ

امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

آخری قسط

جب لوگ میدان حشر میں پیاس سے تڑپ رہے ہوں گے۔ آفتاب سوا نیزے پر ہوگا اور زمین تانبے کی ہوگی ایسے میں پیاس کا عالم کیا ہوگا؟ قربان جایئے ساقی کوثر ﷺ پر کہ آپ فرماتے ہیں میں اپنے امتی کو پہچان پہچان کر اور بلا بلا کر اپنے ہاتھوں سے آب کوثر پلاؤں گا۔

حدیث مبارک ہے! الحسین منی وانا من حسین حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں تو دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ کا خون حسین رضی اللہ عنہ میں دوڑ رہا ہے خون حسین بڑا قیمتی خون ہے جس نے حسین کو اذیت دی' جس نے امام عالی مقام کو زخمی کرنے کی جرأت کی' جس نے امام عالی مقام پر تیر پھینکا تو ان پر تیر چلانے کا مطلب کیا تھا' ان کو تکلیف دینے کا مطلب کیا تھا' ان کو اذیت دینے کا مطلب یہ ہے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی گئی اور جو رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دے' اذیت پہنچائے اس کی سزا کیا ہے؟ رب العالمین جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔

ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذاب مھینا

ترجمہ بیشک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جو رسول اکرم ﷺ کو تکلیف دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو تکلیف دیتا ہے اور جو خون رسول اکرم ﷺ کو تکلیف دیتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دیتا ہے۔

اب ذرا غور فرمایئے! مدینہ منورہ والے رسول اللہ ﷺ کے پڑوس ہیں۔ مدینہ منورہ یہ بڑا بابرکت شہر ہے یہ شہر محبوب ہے یہ وہ شہر اور وہ بستی ہے جہاں صبح وشام ۷۰ ہزار فرشتے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں لے کر اترتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل مدینہ میرے پڑوسی ہیں خبردار! ان کو تکلیف مت دینا من اذاھم جس نے اہل مدینہ کو تکلیف دی فقد اذانی تو اس نے مجھے تکلیف دی۔

اللہ اللہ جو بھی مدینہ منورہ میں رہتے ہیں وہ حضور ﷺ کے پڑوسی ہیں اور جس نے انہیں تکلیف دی۔ اس نے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے حضور ﷺ کو تکلیف دی۔ اس پر دنیا و آخرت میں خدا تعالیٰ کی لعنت اور توہین آمیز عذاب ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی آیت مبارکہ تلاوت کی۔

تو دیکھو جو رسول اکرم ﷺ کے پڑوسیوں کو تکلیف دے' اس نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی اور جو خون رسول ﷺ کو تکلیف دے تو رسول اللہ ﷺ کو کتنی تکلیف ہوگی؟

وہ کون لوگ تھے جن میں یہ جرأت ہوئی یہ کون لوگ تھے کیا یہ لوگ حضور ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھتے تھے؟ پڑھتے تھے ضرور پڑھتے تھے کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یزید کے لشکر میں یہودی تھے یہ ابن سعد جو یزیدی لشکر کا سپہ سالار تھا اس کے والد کا نام سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھا اور سعد بن ابی وقاص وہ ہیں جنہوں

نے ایران فتح کیا یہ وہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ خون مبارک بہہ رہا تھا دندان مبارک شہید ہو رہے تھے تو حضرت سعد بن وقاص سینہ سپر ہو کر تیر کھا بھی رہے تھے اور تیر چلا بھی رہے تھے۔ ایسے میں رسول اللہ ﷺ تیر لے کر ان کو دیتے تھے اور فرماتے تھے! ارم یا سعد فداک ابی و امی اے سعد! میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں تو تیر چلائے جا۔ میرے علم کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اگر کسی کیلئے فرمایا ہے کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں تو وہ صرف اور صرف سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم جب حضور پرنور ﷺ سے بات کرتے تھے تو بڑے ادب سے عرض کرتے تھے۔ فداک ابی و امی یارسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ ﷺ۔ اب تو بے ادبی کا زمانہ آ گیا۔ ایسے بے ادب ہو گئے کہ لوگ کہہ دیتے ہیں ٹھیک ہے رسول اللہ ﷺ تھے وہ بھی آدمی تھے ہم بھی آدمی ہیں۔ اچھا تو یہ بتاؤ کیا تم بھی وہ آدمی ہو جن کا کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ کیا تم بھی وہ آدمی ہو جس پر وحی آتی ہے؟ کیا تم بھی وہ آدمی ہو کہ بار بار آتے تھے جبریل سدرہ چھوڑ کر؟ لوگوں میں بدزبانی آ گئی' بے ادبی آ گئی جن کے در سے ایمان ملا' جن کے در سے نمازیں ملیں روزے ملے' جن کے در سے دین و دنیا کی نعمتیں ملیں' جن کے در سے قرآن ملا' جن کے در سے قرآن بھی ملا اور رحمان بھی ملا ان کی شان میں یوں گستاخی کی جائے۔ یہ تو چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے۔

آج جاہل مولوی حق بات کہتے سے ڈرتا ہے پولیس پکڑ کر نہ لے جائے' جیل میں جانے سے ڈرتے ہیں' خود بھی بزدل ہیں اور قوم کو بھی بزدل بنا دیا۔ ارے دیکھو! امام عالی مقام نے کس طرح یزید کے خلاف کلمہ حق بلند کیا۔ امام عالی مقام نے پرواہ نہیں کی کہ جان چلی جائے گی۔ پانی بند ہو جائے گا۔ لوگ ناراض ہو جائیں گے۔ بلکہ اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر سر کٹانا تو گوارہ کر لیا لیکن یزید کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا۔

بقیہ اربعین ختم نبوت

حضور ﷺ نے فرمایا: مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِنْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِیْهًا وَّکُنْتُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَافِعًا وَّشَهِیْدًا (شعب الایمان باب فی فضل العلم وشرف مقدارہ)

میری امت میں سے جو شخص امور دین سے متعلق چالیس احادیث محفوظ کرے تو روز قیامت اللہ تعالیٰ اسے فقہاء میں سے اٹھائے گا اور میں اس کیلئے شفاعت کرنے والا اور گواہ ہوں گا۔

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا اور اب قیامت تک کسی اور نبی کے آنے کی قطعاً گنجائش نہیں۔ حضور ﷺ کے بعد ہر دعائی نبوت کذاب و دجال اور فتنہ پرداز ہے۔

علمائے کرام کی کاوشوں اور اہل اسلام کی قربانیوں سے ملک پاکستان میں نبوت کے جھوٹے دعوے دار مرزا غلام قادیانی اور اس کے متبعین کو غیر مسلم قرار دیا گیا' مگر سینتیس سال کا عرصہ دراز گزر جانے کے باوجود آئینی تقاضے پورے نہیں ہوئے' قادیانی آج بھی کلیدی اسامیوں پر فائز ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسئلہ ختم نبوت سے عوام خصوصاً نئی نسل کو روشناس کرانے کا سلسلہ وسیع تر کیا جائے اور حکومت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ آئین کی اس شق پر اس کی روح کے مطابق عمل کو یقینی بنائے اور قومی شناختی کارڈ' پاسپورٹ اور دیگر دستاویزات میں قادیانیوں کا بحیثیت غیر مسلم اندراج کیا جائے اور قادیانی افسروں کو ان کے عہدوں سے ہٹایا جائے' تاکہ ملک پاکستان کا وجود مسعود قادیانی سازشوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔

اللہ ہمیں اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ عظیم مبلغ اسلام

حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم الاولیاء، سلطان الاصفیاء حضرت شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش اس قدسی گروہ کے سرخیل ہیں جو امام رسل، ہادی حضور نبی اکرم ﷺ کی کمال محبت و مطابقت سے ولایت کے ارفع و اعلیٰ مقام اور بلند مراتب پر فائز ہو کر خلافت الٰہیہ اور حضرت سید الانبیاء ﷺ کی نیابت کبریٰ کے منصب جلیلہ پر متمکن ہوئے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش نے کفرستان ہند میں اسلام کا پرچم لہرا کر اپنی روحانی قوت اور نظر کیمیا کے ذریعے بے شمار گم کشتگان بادیہ کفر و ضلالت کو صراط مستقیم پر گامزن کیا اور ان کے سینوں کو نور اسلام سے منور فرمایا۔

حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ برصغیر پاک و ہند کے اولین مبلغین اسلام میں سے ہیں اور ان کا مزار گوہر بار ان کے فیضان کی وجہ سے عرصہ تقریباً ساڑھے نو سو سے مرجع خواص و عوام چلا آرہا اور ان کی تصنیف کشف المحجوب اطراف و اکناف عالم میں شہرت و مقبولیت رکھتی ہے۔ بایں ہمہ ان کے حالات بابرکات پر کوئی قدیم کتاب نہیں ملتی۔ میرے خیال میں اس کی وجوہات یہ ہیں۔

ا۔ جس زمانے میں حضرت داتا صاحب نے لاہور میں شمع ہدایت روشن کی۔ اس وقت یہاں مسلمانوں کے نئے نئے قدم جمے تھے۔ اور پورے طور پر سیاسی استحکام حاصل نہیں ہوا تھا۔ ان حالات میں جن مورخین نے تاریخ نویسی کا آغاز کیا۔ انہوں نے تاریخ کو اپنے آقایان نعمت (فاتحین) کے گرد گھمانا شروع کر دیا۔ اور بعد کے مورخین نے صرف ان بزرگوں کے مختصر حالات لکھے۔ جن کے آستانوں پر ان کے ممدوحین کو شرف حاضری نصیب ہوا۔

(ب) جن حضرات نے بادشاہوں سے ہٹ کر صرف ان نفوس قدسیہ جن کی حکومت لوگوں کے دلوں پر تھی کے حالات زندگی اور ان کی اسلامی و روحانی خدمات جلیلہ کی تفصیلات کو قلم بند کیا۔ ان کی تالیفات کو اس خطے کی ازلی بدنصیبی (بہ سلسلہ اتلاف کتب) نے محفوظ نہیں رہنے دیا۔

ظاہر ہے کہ بزرگان دین کے تذکرہ نویسوں میں سے اکثر فن تاریخ کے ماہر نہ تھے۔ لہٰذا وہ بزرگوں کے حالات لکھتے وقت واقعات کے سنین کا صحیح تعین نہ کر سکے۔ جس کے باعث تاریخ دانوں پر بدظنی کا موقع مل گیا۔

بہر حال حضرت داتا صاحب قدس سرہ پر بھی ضرور کام ہوا ہو گا۔ مگر وہ محفوظ نہیں رہ سکا۔ جہانگیری عہد کے مشہور تذکرہ نگار محمد غوثی بن حسن شطاری حضرت داتا گنج بخش کے حالات کے ذیل میں بسال ۱۰۲۲ء لکھتے ہیں۔

"تواریخ مشائخ کے سابقہ مصنفین کا خیال ہے کہ کشف المحجوب کے مصنف وہ بزرگ ہیں جن کا مزار مبارک لاہور میں ہے" محمد غوثی نے سابقہ مصنفین کا جو حوالہ دیا ہے اس سے واضح ہے کہ حضرت داتا صاحب قدس سرہ کے حالات کے بہت سے ماخذ تلف ہو چکے ہیں ان ماخذوں کے اتلاف کا نتیجہ ہے کہ

چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

کے مصداق یہاں کے دانشور، تاریخ و تحقیق کے نام پر کوئی نہ

کوئی نیا افسانہ پیش کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

بہر حال موجود و معلوم تذکروں میں سے تذکرۃ الاولیاء شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ میں صرف دو جگہ حضرت داتا صاحب کا اسم گرامی درج ہے۔ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات فوائد و الفواد اور درر نظامی میں بھی ان کا ذکر خیر ہوا ہے۔ ان کے بعد کے ایک ایسے ماخذ سے اسٹے (ETHE) نے علمی دنیا کو متعارف کرایا ہے۔ جو انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود ہے۔ اس کا نام رسالہ ابدالیہ ہے جو حضرت مولانا محمد یعقوب بن عثمان ؒ غزنوی کی تالیف ہے۔ پھر مولانا جامی نے نفحات الانس میں، شیخ احمد زنجانی نے تحفۃ الواصلین (غیر موجود) میں ابو الفضل نے آئین اکبری میں، عبد الصمد بن افضل محمد نے اخبار الاصفیاء (خطی) میں لعل بیگ لعل نے ثمرات القدس (خطی) میں مولانا محمد غوثی نے گلزار ابرار میں، محمد دارالشکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں مولانا محمد بقا اور بختاور خاں نے ریاض الاولیاء میں ذکر کیا ہے۔ حضرت داتا صاحب کے حالات کے یہی قدیم ماخذ ہیں۔ ان کے بعد لالہ سبحان رائے بٹالوی نے خلاصۃ التواریخ میں اور میر غلام علی آزاد بلگرامی نے ماثر الکرام میں متاخرین ذکر کیا ہے۔ میں سے لالہ گنیش داس وڈیرہ نے چار باغ پنجاب میں مفتی غلام سرور نے خزینۃ الاصفیاء اور حدیقۃ الاولیاء میں مولوی نور احمد چشتی نے تحقیقات چشتی میں حالات لکھے ہیں اور ان کے بعد کے مولفین نے ان ہی کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

مگر ان سب تذکروں اور تاریخوں کے مندرجات کے پڑھنے سے مستند اور قابل اعتماد تاریخی مواد بہت کم ملتا ہے۔ حتیٰ کہ صحیح سن پیدائش بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ تاریخ وصال میں بھی اختلاف ہے۔ اور حضرت کے ورود لاہور کا مسئلہ بھی خاصا پریشان کن ہے۔

غرض کہ حضرت داتا صاحب کے مستند حالات زندگی اس قدر ملتے ہیں جتنے انہوں نے خود کشف المحجوب میں بیان کیے ہیں۔

نام و نسب

ابو الحسن کنیت، علی اسم گرامی ہے۔ مفتی غلام سرور نے بحوالہ تاریخ متقدمین، شجرہ نسب اس طرح لکھا ہے۔

حضرت مخدوم علی، بن عثمان، بن سید علی بن عبد الرحمن، بن شاہ شجاع، بن ابو الحسن علی، بن اصغر حسین، بن سید زید شہید، بن حضرت امام حسن، بن علی کرم اللہ وجہہ۔۳

مشہور ماہر علم انساب پیر غلام دستگیر نامی مرحوم (م ۱۳۸۱) نے یہی شجرہ نسب تاریخ جلیلہ اور بزرگان لاہور میں درج کیا ہے۔ مگر پانچویں بزرگ کا نام عبد اللہ اور قوسین میں شجاع شاہ تحریر کیا ہے۔۴ اور درج ذیل نوٹ دیا ہے۔

''مفتی غلام سرور نے زید کے ساتھ جو لفظ شہید لکھا ہے۔ وہ ٹھیک نہیں کیونکہ جو زید شہید مشہور ہیں وہ امام زین العابدین بن امام حسین بن علی کے فرزند تھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

آریانا دائرۃ المعارف میں حضرت داتا صاحب پر جو مختصر اور غیر تحقیقی مقالہ درج ہے اس میں لکھا ہے۔

مولوی غلام سرور قادری لاہوری در خزینۃ الاصفیاء در شرح حال آواز سیادت او ذکری نماید، واز ماخذ خود نام نمی برد جز اینکہ می گزوید در تواریخ قدیم نسب اور اچنیں شمردہ اند گزوید در تواریخ قدیم نسب اور اچنیں شمردہ اند .... بہ ہر حال در ذکر نسب او آنچہ مورد اعتماد است و جامی و دارالشکوہ نیز آں را دو اثق کشف المحجوب نمودہ و دراں ہیچ گونہ اشارتی نہ تصریحاً و نہ کنایاً بہ طرف سیادت خود نمودہ است تہا در غزنی خانوادہ کہ خود را بہ شیخ منسوب و اولادی دانند خود را سید شمارند'' ۵

ترک نسب شان فقر اور نشان عشق ہے دانستہ اند ہماں ذکر مختصریست کہ خود شیخ در

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزی نیست

اسی بناء پر سیدنا غوث الثقلین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی نے قصیدہ غوثیہ جو ایک خاص حالت میں لکھا گیا، کے سوا کہیں اپنے آپ کو سید نہیں لکھا، لہٰذا صاحب مقالہ مذکور کا اس طرف خیال جانا تعجب کی بات ہے۔ بہر حال ایسے لوگوں کے اطمینان کے لئے یہ بتانا ضروری ہے دارا شکوہ سے دو سو سال پہلے فوت ہونے والے سید محمد نور بخش جو ماہر انساب بھی تھے، نے اپنی کتاب سلسلۃ الذاہب شجر الاولیاء میں حضرت داتا صاحب کو سید لکھا ہے اور یہ جو لکھا ہے "غزنی میں وہ خانوادہ جو اپنے آپ کو حضرت شیخ سے منسوب کرتا ہے اور ان کی اولاد کو جانتا ہے اور اپنے آپ کو سادات میں شمار کرتا ہے" کچھ عجیب سی بات ہے۔ مولد و موطن۔

حضرت داتا صاحب قدس سرہ افغانستان کے شہر غزنی کے رہنے والے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں۔

"علی بن عثمان بن علی الجلابی الغزنوی ثم الہجویری"

دارا شکوہ لکھتا ہے۔

"حضرت غزنی کے رہنے والے تھے۔ جلاب اور ہجویر غزنی کے محلوں میں سے دو محلے ہیں۔ پہلے جلاب میں قیام پذیر تھے۔ پھر ہجویر میں منتقل ہو گئے تھے۔ ان کے والد ماجد کی قبر غزنی میں ہے۔ ...... اور ان کی والدہ محترمہ کی مرقد بھی ان کے ماموں تاج الاولیاء کے مزار سے متصل ہے اور ان کے والدین اور ماموں کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہوں۔

ڈاکٹر مولوی محمد شفیع نے تحریر کیا ہے۔

"زبیری صاحب کمشنر بہاولپور نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو مجھے بتایا کہ یہ قبریں اب بھی موجود ہیں۔ وہ (زبیری صاحب) غزنی گئے تھے اور انہوں نے ان قبروں کو موجود پایا۔"

سال ولادت

حضرت داتا صاحب قدس سرہ کا سال ولادت کسی قدیم کتاب میں درج نہیں۔ اس دور کے مولفین نے ظن و تخمین سے کام لیا ہے۔ پروفیسر نکلسن کا خیال ہے۔

"ان کی پیدائش دسویں کے آخر دہاکہ میں یا گیارہویں صدی کے ابتدائی دہاکہ میں ہوئی ہوگی یعنی ۳۸۱ھ تا ۴۰۱ھ کے

ڈاکٹر مولوی محمد شفیع لکھتے ہیں

"اندازے سے کہا جاتا ہے کہ ان کی ولادت پانچویں صدی کے شروع میں ہوئی ہوگی۔" ڈاکٹر معین الحق کی رائے یہ ہے۔

"بعض لوگوں نے ان کی پیدائش کا سال ۴۰۰ھ لکھا ہے۔ لیکن اس کو یقینی نہیں کہا جا سکتا۔"

منشی محمد دین فوق رقم فرماتے ہیں۔

ان کی پیدائش کا فخر ۴۰۰ھ یا ۴۰۱ھ کو حاصل ہوتا ہے۔

سال ولادت کے باب میں مذکورۃ الصدر قیاس آرائیوں کی تائید رسالہ ابدالیہ سے بھی ہوتی ہے یعنی رسالہ مذکور کے مولف نے لکھا ہے کہ حضرت علی ہجویری وقتاً فوقتاً محمود غزنوی کے دربار میں جاتے تھے اور انہوں نے عنفوان شباب میں ایک ہندی فلسفی سے مناظرہ بھی کیا تھا۔ ے عنفوان شباب۔ سے ہم اکیس سال عمر فرض کر سکتے ہیں۔ محمود ۴۲۱ھ میں فوت ہوا لہٰذا رسالہ ابدالیہ کی اس روایت کی بناء پر حضرت کا سال ولادت ۴۰۰ھ کے لگ بھگ قرار دیا جا سکتا ہے۔

بقول لین پول، محمود غزنوی ۳۸۸ھ/۹۹۸ء میں سریر

آرائے سلطنت ہوا۔ گویا حضرت داتا صاحب، سلطان محمود کے دورِ حکومت میں اس وقت پیدا ہوئے جب کہ وہ پاک و ہند پر متعدد بار حملہ کر چکا تھا اور حضرت داتا صاحب اس غازی کے پاس اس کی زندگی کے آخری دو برسوں میں آتے جاتے رہے ہوں گے۔

اساتذہ

حضرت داتا صاحب قدس سرہ علوم ظاہری و باطنی کے بحرِ زخار تھے۔ ان کی یہ عظمت اس امر کی واضح دلیل ہے کہ انہوں نے متعدد علماء و فضلاء سے اکتساب علوم کیا ہوگا۔ مولانا جامی نے صرف "عارف و عالم بودہ" لعل بیگ لعلی نے "دم فنون علوم ماہر بود" اور مفتی غلام سرور نے "جامع بود میاں علوم و باطن" لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔ مگر کشف المحجوب جہاں داتا صاحب کے مختصر حالات سے آگاہ کرتی ہے وہاں ان کے ایک باقاعدہ استاد کے نام نامی کی بھی نشاندہی کرتی ہے۔ حضرت نے اپنے ایک استاد گرامی حضرت ابو العباس بن محمد شقانی کا ذکر نہایت ادب و احترام سے کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"مراد بادی، انسی عظیم بود و ابر من شفقتی صادق دور بعلی از علوم استاد من بود حضرت داتا صاحب قدس سرہ جواں عمری ہی میں علوم ظاہریہ کی تکمیل کر چکے تھے۔ انہیں فطرۃً ولی اللہ ہونے کا مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ یعنی وہ بطن مادر ہی سے ولی کامل پیدا ہوئے تھے۔ صاحب رسالہ ابدالیہ کا بیان ہے۔ حضرت شیخ علی ہجویری نے سلطان محمود غزنوی (م ۴۲۱) کی موجودگی میں بمقام غزنی ایک ہندوستانی فلسفی سے مناظرہ کیا اور اسے اپنی روحانی قوت سے ساکت و صامت کر دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ مناظرہ سلطان محمود غزنوی کی زندگی کے آخری برسوں میں ہوا ہوگا۔ اور اس وقت حضرت کی عمر بیس برس کے لگ بھگ ہوگی۔

مرشد راشد

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، سلسلہ جنیدیہ میں حضرت ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی ؒ قدس سرہ (م ۴۳۰) سے بیعت تھے۔
شجرہ طریقت سلطان ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک اس طرح ختم ہوتا ہے۔

حضرت شیخ علی ہجویری مرید شیخ ابو الفضل محمد بن حسن ختلی کے وہ مرید شیخ حصری کے وہ مرید شیخ ابوبکر شبلی کے وہ مرید حضرت جنید بغدادی کے وہ مرید شیخ سری سقطی کے وہ مرید حضرت معروف کرخی کے وہ مرید۔ حضرت داؤد طائی کے وہ مرید حضرت حبیب عجمی کے وہ مرید حضرت حسن بصری کے وہ حضرت علی المرتضیٰ کے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد کے مقام کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"صوفیاء متاخرین میں سے اوتاد کی زینت اور عابدوں کے شیخ ابو الفضل محمد بن الحسن الختلی ہیں طریقت میں میری اقتداء (بیعت) ان ہی سے ہوئی، علم تفسیر اور روایات (حدیث) کے عالم تھے اور تصوف میں حضرت جنید کا مذہب رکھتے تھے۔ حضرت کے راز دار مرید تھے۔ ابو عمر قزوینی اور ابو الحسن سالبہ کے ہم عصر تھے۔ صحیح گوشہ نشینی کے لئے ساٹھ سال تک تنہائی کی تلاش میں پھرتے رہے اور مخلوق کے ذہنوں سے اپنا نام محو کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ زیادہ تر جبل لکام میں قیام پذیر رہے۔ عمر طویل پائی۔ اپنی ولادت کی بہت سی دلیلیں اور نشانیاں رکھتے تھے لیکن صوفیا کی رسوم اور لباس کے پابند نہ تھے اور رسوم میں جکڑے ہوئے صوفیوں سے درشتی سے پیش آتے تھے میں نے ان سے زیادہ کسی کو باہیبت نہیں دیکھا۔

جس روز حضرت ختلی کا وصال ہوا حضرت داتا صاحب ان کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور مرشد ختلی نے مرید ہجویری کی گود

میں جان جان آفرین کے سپرد کی تھی اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ ختلی بروز وصال بیت الجن میں تھے، یہ ایک گاؤں ہے گھاٹی پر جو بانیار (رود بانیاں) اور دمشق کے درمیان واقع ہے۔ دم رحلت ان کا سر میری گود میں تھا اور میرا دل انسانی فطرت کے مطابق ایک سچے دوست کی جدائی پر رنجیدہ تھا۔ اس حالت میں انہوں نے فرمایا۔ اے بیٹا میں تمہیں اعتقاد کا ایک مسئلہ بتاتا ہوں۔ اگر اس پر مضبوطی سے عامل رہو گے تو تمام تکلیفوں سے محفوظ رہو گے یہ سمجھ لیجئے کہ تمام مواقع اور حالات میں نیک و بد کو پیدا کرنے والا خدا عزوجل ہے۔ لہٰذا اس کے کسی فعل پر کبیدہ نہ ہونا اور رنج کو اپنے دل میں جگہ نہ دینا.......... اس کے سوا اور کوئی لمبی وصیت نہیں کی اور جان بحق تسلیم ہو گئے۔

حضرت بایزید بسطامی از مشائخ طیفوریان رحمہم اللہ سکر کو ترجیح دیتے تھے اور حضرت جنید اور ان کے پیرو صحو کو سکر پر فضیلت دیتے تھے۔ حضرت ختلی اور حضرت ہجویری جنیدی ہونے کی وجہ سے صحو کی افضیلت کے قائل تھے۔ کشف المحجوب میں اپنے مرشد کی رائے نقل فرماتے ہیں کہ سکر بازیچہ اطفال اور صحو مردوں کا میدان فنا ہے۔

شیخ من کفتی و وی جنیدی مذہب بود کہ سکر بازی گاہ کودکان است و صحو فنا گاہ مردان و سکہ علی بن عثمان الجلابی ام می گویم بر موافقت شیخم

سید محمد نور بخش رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۶۹ھ) بانی سلسلہ نوربخشیہ جن کے سلسلے سے مسکین اپنے شیخ کے مسلک سے ہٹ کر گمراہ اور بے دین ہو چکے ہیں۔ میں نے حضرت داتا صاحب کو بزرگوں شیخ ختلی اور شیخ ابوالقاسم گرگانی کا مرید و خلیفہ لکھا ہے۔

حضرت علی ہجویری ام از یں سلسلہ (جنیدیہ) منسلک است

کہ او مرید

خلیفہ و مشائخ اند، یکے شیخ ابوالقاسم گرگانی

دوم شیخ ابوالفضل بن ختلی

مگر حقیقت یہ کہ شیخ گرگانی، داتا صاحب کے شیخ صحبت یا شیخ تربیت ہیں نہ کہ پیر بیعت۔

ہم عصر مشائخ سے استفادہ

حضرت شیخ ختلی کے علاوہ اور بھی بہت سے مشائخ کرام کے فیض صحبت و شرف مکالمت سے بہرہ یاب ہوئے جن کا ذکر خیر کشف المحجوب میں مسطور ہے۔ مثلاً ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ الگرگانی قدس سرہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

مرا بادی اسرار بسیار و بد اگر باظہار آیات مشغول شوم از مقصود باز مانم

ابوالقاسم امام قسیرہ قدس سرہ سے بھی صحبتیں رہیں اور ان کا ذکر بڑی عقیدت کے ساتھ کیا ہے۔

قیوم زمانی، امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی

حضرت امام ربانی، قیوم زمانی، مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السبحانی کی ذات ستودہ صفات علم وفضل کا مینار اور شکوہ وجلالت کا کوہ گراں تھی۔ ارباب زمانہ آپ کی جلالت عالمانہ اور شان مجددانہ کے ہر دور میں معترف رہے ہیں اور بلا ریب ہر دور میں آپ کو مجدد الف ثانی تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ لقب آپ کا اس قدر شہرہ آفاق ہوا کہ اصل نام کی بجائے ساری کائنات میں مجدد الف ثانی کے نام سے معروف ہیں اور اصل نام تو معدودے افرد کے علم تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ سلطان العلماء حکیم الامت حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان حق بیان کے مطابق آپ دوسرے ہزار سال کے مجدد ہیں۔ پس جو فرق سو سال اور ہزار سال کے درمیان ہے وہی فرق صد سالہ مجدد اور ہزار سالہ مجدد کے رتبہ و مقام نیز تجدیدی کوششوں میں ہے۔ علامہ سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کو بارگاہ رب العزت سے یوں پذیرائی ملی اور حضرت امام ربانی کے منصب تجدید کی یوں عزت افزائی ہو کہ ہر مکتب فکر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ ہی "مجدد الف ثانی ہیں" اسلئے آپ کو مجدد اعظم کہنا صرف اظہار عقیدت ہی نہیں بلکہ حقیقت بھی ہے۔ اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو آج بھی آپ کی شان تجدید بڑی سج دھج کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ بعد کے آنے والے مجددین اسلام نے آپ کے ہی نام کو اپنا معیار قرار دیا اور باطل کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے۔ جس کا مظاہرہ آپ نے جہانگیری عیش وعشرت کو پایہ حقارت سے ٹھکرا کر کیا تھا۔ اسکے علاوہ آپ کا طریقہ "مجددیہ" تقریباً اٹھارہ سلسلہ ہائے اولیاء حق کے فیوضات اور تجلیات کا خوبصورت امتزاج ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آپ سب سلسلوں میں تصرف واختیار کے مجاز اور مختار تھے۔ آپ کے فضل وکمال پر چند مشاہیر امت کی آراء کا تذکرہ نذر قارئین ہے۔

امام الانبیاء ﷺ زریں شہادت

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی شخصیت اتنی خوش قسمت ہے کہ ان کے آنے کی بشارت امام الانبیاء محبوب کبریا سید عالم ﷺ نے اپنی زبان حق ترجمان سے پہلے ہی بیان فرما دی۔ جیسا کہ حضرت امام جلال الدین سیوطی اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان نبوی نقل کر کے اس حقیقت کی شہادت دی۔ چنانچہ جناب رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا: یکون رجل فی امتی یقال لہ صلۃ یدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا وکذا۔ میری امت میں ایک شخص "صلہ" ہوگا جس کی شفاعت سے بے شمار آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔

(جمع الجوامع للسیوطی، طبقات کبریٰ ج ۷، ص ۱۱۳۴، الاصابہ ج ۳ ص ۵۳۰، کنز العمال ج ۷، ص ۱۳۱)

صلہ سے کیا مراد ہے؟

اس حدیث میں لفظ "صلہ" کا مطلب اہل تحقیق کی نظر میں یہی ہے کہ طریقت اور شریعت کو یکجا کرنے والا۔ چنانچہ سر زمین سرہند پر مجدد مردان خدا میں ہزاروں ولیوں کے اجتماع میں

خود حضور مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کرسی تجدید پر فائز ہو کر اعلان فرمایا الحمدللہ الذی جعلنی صلة بین البحرین تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھے دو دریاؤں کے درمیان "صلہ" اور رابطہ بنا کر بھیجا"۔ یہ فرمان ایسے ہی ہے جیسے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک غوث وقت کی پیشگوئی کے مطابق بغداد کی جامع مسجد میں اعلان فرمایا تھا: قدمی ھذہ علی رقبة کل ولی اللہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے"۔ جس طرح قدمی ھذا..... الخ کا دعویٰ غوث پاک کے سوا کسی اور ولی نے نہیں کیا۔ اسی طرح جعلنی صلة کا دعویٰ بھی حضرت مجدد الف ثانی کے سوا کسی اور ولی نے نہیں کیا۔ والحمدللہ علی ذالک۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آپکے بارے میں فرماتے ہیں۔

"شیخ احمد مردے است از سرہند کثیر العلم وقوی العمل روزے چند فقیر باونشست وبرخاست کردہ عجائب بسیار از روزگار اوقات مشاہدہ نمودہ بآں ماند کہ چراغے شود کہ عالمہا از و روشن گرد"

ترجمہ یعنی شیخ احمد جو کہ سرہند سے آئے ہیں بہت بڑے علم وعمل کے مالک ہیں ان کی ذات سے کئی عالم روشن و منور ہوں گے۔ (جواہر مجددیہ، کلیات باقی باللہ، حضرت امام ربانی، تذکرہ مجدد الف ثانی)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں "آپ کی ذات اللہ تعالیٰ کی نشانی اور خاص نعمت تھی، علماء وصوفیاء کے درمیان "عرصہ دراز" سے جو نزاع و تکرار تھی وہ آپ نے صاف کرائی اور احادیث کے مواقف دونوں (سلسلوں) کو ملا دیا۔ جناب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک ایسا شخص ہے جسے لوگ صلہ کہیں گے اور اس کی سفارش سے بیشار لوگ جنتی ہوں گے اور یہ آپ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ آپ نے ہی علماء وصوفیاء کا باہمی تنازعہ ختم کیا"۔

(اخبار الاخیار اردو)

بعض لوگ آپ کے خلاف شیخ محقق کی ذات گرامی کو سند کے طور پر پیش کرتے ہیں انہیں جاننا چاہیے کہ شیخ محقق غلط فہمیوں کے دور ہونے کے بعد آپکے معتقد ہو گئے تھے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں کہ "پردہ ہائے بشریت کی وجہ سے میں شیخ احمد کو سمجھنے میں مجبور رہا، ان کا باطن انتہائی صاف وشفاف ہے۔

(اخبار الاخیار ص ۳۳۶، نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۴۱ بشارات مظہری)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

فرماتے ہیں "لقد جرت علی الامام قدس سرہ سنة اللہ وعادتہ فی انبیاءہ من قبل بایذاء الظلمة والمبتدعین وانکار المتقشفین وذالک لیزید اللہ فی درجاتہ ویلحق بہ الحسنات من بعد وفاتہ لایحبہ الامومن تقی ولا یبغضہ الافاجر شقی"

اللہ تعالیٰ کا جو طریقہ اپنے انبیاء کرام کے ساتھ رہا، اس کو اس نے آپ کیلئے برتا۔ ظالموں نے آپ کو تکلیف دی اور متقشف فقہاء نے آپ کا انکار کیا تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجے بلند فرمائے اور وفات کے بعد حسنات میں اضافہ فرمائے۔ مومن ہی کو آپ سے محبت ہوگی اور فاجر وشقی کو ہی آپ سے عداوت"

(احوال الامام الربانی، برحاشیہ مکتوبات عربی)

حضرت شاہ غلام علی دہلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد کا وجود تنہا ہزار سالہ اولیاء کے بالمقابل ہے۔ (در المعارف ص ۳۳)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ الباری کی ہمہ گیر شخصیت دنیائے عرب و عجم میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ بالاتفاق اپنی صدی کے مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ آپ نے بھی اپنی تجدیدی کوششوں میں مجدد اعظم سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات کو بطور حوالہ وسند پیش کیا۔ چنانچہ آپ نے مولانا محمد علی مونگیری ناظم ندوۃ العلماء لکھنو کو اپنے مکتوب گرامی میں ارشاد فرمایا:

"بالفعل آپ جیسے صوفی صافی منش کو حضرت شیخ مجدد الف ثانی کا ایک ارشاد یاد دلاتا ہوں اور اس عین ہدایت کے امتثال کی امید رکھتا ہوں۔ حضرت ممدوح اپنے مکتوبات شریفہ میں ارشاد فرماتے ہیں "فساد مبتدع زیادۃ تراز فساد صحبت صد کافراست" (یعنی ایک بدعتی کی صحبت سو کافر کی صحبت سے زیادہ بدتر ہے) مولانا خدارا انصاف! آپ یازید یا اور اراکین، مصلحت دین و مذہب کو زیادہ جانتے ہیں یا شیخ مجدد؟ مجھے ہرگز آپ کی خوبیوں سے امید نہیں کہ اس "ارشاد ہدایت بنیاد" کو معاذ اللہ لغو وباطل جانئے اور جب وہ حق ہے اور بیشک حق ہے تو کیوں نہ مانئے، جس سے ظاہر ہے کہ کافروں کے بارے میں فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین کا حکم ایک حصہ ہے، تو بدمذہبوں کے باب میں سو حصے سے بھی زیادہ ہے"۔ (مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی ص ۹۰)

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

شاعر مشرق محمد اقبال حضرت مجدد کے انتہائی عقیدت مند تھے خصوصاً آپ کے "نظریہ شہود" سے بہت متاثر نظر آتے ہیں، فرماتے ہیں "آپ (مجدد پاک) کے تصوف کی اصطلاح میں اگر میں اپنے مذہب کو بیان کروں تو یہ ہوگا کہ شان عبدیت انتہائے کمال روح انسانی ہے۔ اس سے آگے اور کوئی مرتبہ یا مقام نہیں"۔ (مجلہ اقبال اپریل ۱۹۵۴)

مغرب میں دیئے گئے خصوصی لیکچر میں لطائف خمسہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"شیخ موصوف نے ان ارشادات میں جو امتیاز قائم کئے ہیں انکی نفسیاتی اساس کچھ بھی ہو اس سے اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ اسلامی تصوف کے اس "مصلح اعظم" کی نگاہوں میں ہمارے اندرونی واردات اور مشاہدات کی دنیا کس قدر وسیع ہے"۔

(تشکیل جدید الٰہیات ص ۳۰۰)

خلیفہ عبد الحکیم فرماتے ہیں۔

وہ "اقبال" بڑی عقیدت سے مجدد الف ثانی کے تصوف کا قائل ہے، جس نے تصوف کو دوبارہ شریعت اسلامی سے ہم آغوش کرنے کی کوشش کی۔ (فکر اقبال ص ۴۳۶)

خواجہ میر درد

"اکثر ناواقف جو شیخ مجدد کا کلام نہیں سمجھتے اپنے گمان میں انہیں غلط کا قائل سمجھتے ہیں۔ حالانکہ انکی یہ رائے محض سلوک میں تھی، اکثر صوفیاء خام جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو عارف کامل سمجھتے ہیں۔ شیخ مجدد کی تصانیف کو دیکھ کر جن میں "اثنیت اور "ہمہ از اوست" کا بیان ہے۔ خیال کرتے ہیں کہ وہ حقیقت سے ناواقف تھے، کیونکہ مسئلہ توحید بہت مشکل ہے اس لئے وہ ان پر پوری طرح منکشف نہیں ہوا تھا، مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کل من عند اللہ کے مطابق "ہمہ از اوست" کی تصدیق وحی سے ہوتی ہے"۔ (خواجہ میر درد "علم الکتاب" ص ۱۸۴)

☆......☆......☆

امام احمد رضا اور اصلاح امت

حضرت علامہ مولانا شاہد القادری رحمۃ اللہ علیہ

چودھویں صدی ہندوستانی مسلمانوں کیلئے کربناک اور فتنہ سامانیوں کی صدی تھی۔ عیسائی پادری مسلمانوں کے قانون شریعت پر نکتہ چیں تھے جس کے سبب پورا ملک اضطرابیت کا شکار تھا۔ دوسری طرف علماء سوء کا جتھا تھا جو عقیدۂ توحید و رسالت محبت رسول اور صحابہ، خانقاہی مصلح نظام اور اسلامی معمولات کو متزلزل کرنے میں سرگرداں نظر آ رہا تھا۔ ایسے پرفتن دور میں ایک ایسے داعی الی اللہ کی ضرورت تھی جو مسلمانوں کی ہر محاذ پر رہنمائی کرے اور مخالفین کو دندان شکن جواب دے کر مبہوت کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول وقار ﷺ کی بھولی بھالی امت کے ایمان و عقیدے کی ضمانت کیلئے اور علماء اسلام کی قیادت کیلئے ایک ہی مصلح قوم وملت کو 10 شوال المکرم 1272ھ کو بریلی شریف میں پیدا فرمایا۔ جسے دنیا "مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی" کے نام سے جانتی پہچانتی ہے۔

امام موصوف کی آفاقی شخصیت پہ بے شمار جہتوں سے کئی سالوں سے ارباب قلم طبع آزمائی کر رہے ہیں ان گوشوں میں سے آپکا مصلحانہ کردار نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ نے اپنی تحریروں کے ذریعہ امت مسلمہ کی بے راہ روی، خرافاتی رسم ورواج، اسلام کے نام پر غیر شرعی امور پر ترجیح اور جاہل صوفیوں کے بے جا طرز تکلم پر قدغن لگائی ہے چند شواہد نذر قارئین ہیں۔

۱) تحقیر صوم وصلوٰۃ کسی نے عرض کیا حضور بعض لوگ مسلمان ہو کر نماز اور روزے کے تعلق سے لایعنی گفتگو کرتے ہیں۔ آپ حکم شرع نافذ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "بلاشبہ صوم و صلوٰۃ کا تحقیر کرنے والا فرد مرتد ہے۔ اگر عورت رکھتے ہوں تو ان کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں۔ عورتوں کو اختیار ہے کہ بعد عدت جس سے چاہیں نکاح کرلیں تو مسلمان کا ان سے میل جول حرام، اسلام کلام حرام، بیمار پڑیں تو انہیں پوچھنے جانا حرام مرجائیں تو ان کے جنازے میں شرکت حرام جب تک یہ توبہ نہ کرلیں"۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۲۹)

۲) مسلمان کی ایذا رسانی: بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو ایسے الفاظ سے یاد کرنا ناحق ایذا دینا ہے اور مسلمان کی ناحق ایذا شرعاً حرام۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں جن کا حق ہلکا نہ کیا جائے گا مگر منافق (۱) اسلام میں بڑھاپے والا (۲) عالم (۳) بادشاہ اسلام عادل ایسا شخص شرعاً لائق تعزیر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۷۹۱)

۳) فخر بالنسب کی رذالت: "شرع شریف میں شرافت قوم پر منحصر نہیں۔ اللہ نے فرمایا تم میں زیادہ مرتبے والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہے۔ ہاں! دربارۂ نکاح اس کا ضرور اعتبار رکھا ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۹۵)

۴) چھوٹی برادری کا احترام: "اگر کوئی چمار بھی مسلمان ہو تو مسلمان کے ذہن میں اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھنا حرام اور سخت حرام ہے وہ ہمارا دینی بھائی ہوگا"۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۹۳)

"دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کھانا ناپاک ہے محض باطل ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۵۵)

۵) حرمت مزامیر: "مزامیر یعنی آلات لہو ولعب بروجہ لہو ولعب بلاشبہ حرام ہیں۔ جن کی حرمت اولیاء وعلماء دونوں فریق مقتدا کے کلمات عالیہ میں مصرح' انکے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے اور حضرات عالیہ سادات بہشت کبرائے سلسلہ عالیہ چشت کی طرف اسکی نسبت محض باطل وافتراء ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۵۴)

۶) نشہ و بھنگ و چرس: "نشہ بذاتہ حرام ہے نشہ کی چیزیں پینا جس سے نشہ بازوں کی مشابہت ہو اگرچہ حد نشہ تک نہ پہنچے یہ بھی گناہ ہے۔ ہاں اگر دوا کیلئے کسی مرکب میں افیون یا بھنگ یا چرس کا اتنا جز ڈالا جائے جس کا عقل پر اصلاً اثر نہ ہو حرج نہیں۔ بلکہ افیون میں اس سے بھی بچنا چاہیے کہ اس خبیث کا اثر ہے کہ معدے میں سوراخ کر دیتی ہے"۔ (احکام شریعت ج ۲)

۷) "صلعم' لکھنا:" اور درود وسلام کی جگہ فقط صاد یا علم یا صلم یا صلسلم لکھنا ہرگز کافی نہیں بلکہ وہ الفاظ بے معنی ہیں۔ (صلات الصفاص ص ۱۴)

اسی طرح قدس سرہ یا ﷺ کی جگہ ق یا رح لکھنا حماقت وحرمان برکت ہے۔ ایسی باتوں سے احتراز کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ توفیق خیر عطا فرمائے۔ (آمین) (فتاویٰ افریقہ ص ۳۶)

۸) حرمت تصاویر: "حضور سرور دو عالم ﷺ نے ذی روح کی تصویر بنانا' بنوانا اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمادیا اور اس پر سخت سے سخت وعیدیں ارشاد کیں اور انکے دور کرنے مٹانے کا حکم دیا۔ احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں۔ (شفاء الوالہ ۳)

جاندار کی تصویریں بنانا دستی ہو خواہ عکسی حرام ہے اور ان معبودان کفار کی تصویریں بنانا اور سخت تر حرام واشد کبیرہ ہے۔ ان سب لوگوں کو امام بنانا گناہ ہے اور انکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قریب الحرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۱۹۰)

۹) قبر پر یا قبر کی طرف نماز پڑھنا: "قبر پر نماز پڑھنا حرام ہے۔ قبر کی طرف نماز پڑھنا حرام اور مسلمان کی قبر پر قدم رکھنا حرام۔ قبروں پر مسجد بنانا یا زراعت وغیرہ کرنا حرام۔ اگر مسجد میں کوئی قبر آجائے تو اسکے آس پاس چاروں طرف دیوار اگرچہ پاؤ گز ہو قائم کرے اس پر چھت بنائیں کہ اب نماز یا پاؤں رکھنا قبر پر نہ ہوگا بلکہ اس چھت پر جس کے نیچے قبر ہے اور نماز قبر کی طرف نہ ہوگی بلکہ اس دیوار کی طرف اور یہ جائز ہے۔ (عرفان شریعت ۲)

۱۰) جانور پالنا: "بٹیر بازی' مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں' ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے۔ بلاوجہ بے زبانوں کو ایذا دینا ہے۔ حضور ﷺ نے جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا ہے۔ کتا پالنا حرام ہے۔ جس گھر میں کتا ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ روز اس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں۔ (احکام شریعت ص ۸۰)

۱۱) تاش وشطرنج کھیلنا: یہ سب کھیل ممنوع وناجائز ہیں اور ان میں چوسر اور گنجفہ بدتر ہیں۔ گنجفہ میں تصاویر ہیں اور انہیں عظمت کے ساتھ رکھتے اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ اس امر کے سبب سخت گناہ کا موجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۴۴)

۱۲) طریقہ کشتی: "کشتی جس طور پر آج کل لڑی جاتی ہے محمود نہیں اس میں تن پروری ہوتی ہے۔ مجمع عام ہوتا ہے اور اگر

اس کے سبب نماز کی پابندی نہ کرے یا ستر کھولے حرام ہے۔

(الملفوظ ۳ ص ۳۰)

۱۳) پتنگ بازی: "کن کیا اڑانا لہو ولعب ہے اور لہو ناجائز ہے۔ ڈور لوٹنا بھی حرام ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے لوٹنے سے منع فرمایا۔ لوٹی ہوئی ڈور کا مالک اگر معلوم ہو تو فرض ہے کہ اسے دے دی جائے اگر نہ دی اور بغیر اجازت کے اس سے کپڑا سیا تو اس کپڑے کو پہننا حرام ہے اور اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا اعادہ واجب ہے۔ (احکام شریعت ح ۱ ص ۲۱)

۱۴) چوری کا مال: "چوری کا مال دانستہ خریدنا حرام ہے بلکہ اگر معلوم نہ ہو مظنون ہو جب بھی حرام ہے۔ اگر کوئی کتاب بیچنے کو لائے اور اپنی ملکیت نہ بتائے تو اس کے خریدنے کی اجازت نہیں اور اگر نہ معلوم ہے نہ کوئی واضح قرینہ تو خریداری جائز ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۳۸)

۱۵) سوال وگداگری: "بے ضرورت شرعی سوال کرنا حرام ہے اور جن لوگوں نے باوجود قدرت کسب بلا ضرورت سوال اپنا پیشہ بنا لیا ہے وہ جو کچھ اس سے جمع کرتے ہیں سب ناپاک و خبیث ہے اور انکا یہ حال جان کر ان کے سوال پر کچھ دینا داخل ثواب نہیں بلکہ ناجائز و گناہ اور گناہ میں مدد کرنا ہے۔ جب انہیں دینا ناجائز تو دلانے والا بھی داعی علی الخیر نہیں بلکہ داعی علی الشر ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۹۸)

۱۶) مسجد میں سوال: "مسجد میں سوال نہ کرے حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور اسے دینا بھی نہیں چاہیے کہ برے پر اعانت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے تو ستر اور درکار ہیں جو اس دینے کا کفارہ ہوں اور ایسی بے تمیزی سے سوال کرتا ہے کہ نمازیوں کے سامنے سے گزرتا یا بیٹھے ہوؤں کو پھاند کر جاتا ہے تو اسے دینا بالاتفاق ممنوع ہے۔

(احسن الوعاء ص ۱۳۲)

۱۷) فال: "قرآن مجید سے فال دیکھنے میں ائمہ مذاہب اربعہ کے چار قول ہیں۔ بعض حنبلیہ مباح کہتے ہیں اور شافعیہ مکروہ تنزیہی اور مالکیہ حرام اور ہمارے علماء حنفیہ فرماتے ہیں ناجائز وممنوع اور مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۱۶۰)

۱۸) مرد کی انگوٹھی: "چاندی کی انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور دو انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ خواہ زائد چاندی کی اور سونے، کانسے، پیتل، لوہے، تانبے کی مطلقا جائز ہے۔

(احکام شریعت ح ۲ ص ۳۰)

۱۹) سیاہ خضاب: "سرخ یا زرد خضاب اچھا ہے اور سیاہ خضاب کو حدیث میں فرمایا کافر کا خضاب ہے۔ دوسری حدیث میں اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا یہ حرام ہے جواز کا فتویٰ باطل ومردود ہے۔ (احکام شریعت ح ۱ ص ۷۲)

خضاب سیاہ رنگ یعنی مہندی و نیل باہم مخلوط کر کے بلا ضرورت شرعی استعمال کرنا سوائے مجاہدین کے سب کو مطلقا حرام ہے۔ وسمہ لگانا حرام ہے۔ مہندی (داڑھی میں) جائز ہے بلکہ سنت ہے۔ (حکم العیب ص ۱۱)

۲۰) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا: "موڈرن مزاج کے نوجوان لیڈر کہلانے والے نام نہاد مسلمان کھڑے ہو کر پیشاب کرنا فخر محسوس کرتے ہیں۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے بارے میں امام احمد رضا خان سے پوچھا گیا آپ نے فرمایا "کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور طریقہ نصاریٰ ہے۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں بے ادبی و بدتہذیبی یہ ہے کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۹)

☆......☆......☆

جبلِ استقامت شیرِ یزدانی امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: حکیم غلام حسن نورانی

قسط اول

امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس عالم فانی سے روٹھے ہوئے ایک عشرہ مکمل ہونے کو ہے لیکن دل ان کی جدائی تسلیم کرنے کو مائل نہیں ہو پاتا یوں لگتا ہے ابھی ابھی وہ اپنی پوری آب و تاب سے رونق افروز ہوں گے اور ماحول پر چھا جائیں گے یوں تو ان کی حیات مستعار کا ہر پہلو ضیا وبار ہے خصوصاً صناع ازل نے انکو جو استقامت کی کمال صفت سے متصف فرمایا اس کی مثال عصر حاضر میں نادر و نایاب ہے۔ عزیمت کی پر خار وادیوں کے حوصلہ شکن سفر میں جن ہستیوں کو انہوں نے اپنا آئیڈیل بنایا۔ ان میں سر فہرست شہزادہ گلگوں قباء شیخ جود و سخا، کوہ صبر و رضا شہسوار کرب و بلا سید الشہداء امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام۔ امام الائمہ کاشف الغمہ دافع الظلمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جبلِ استقامت حضرت امام احمد بن حنبل نور اللہ مرقدہ، قطب ربانی قندیل نورانی غوث صمدانی حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی، امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ الثانی، رئیس المجاہدین امام حریت شہید جنگ آزادی حضرت امام فضل خیر آبادی قدس سرہ الہادی، امام عشق و محبت فارق نور و ظلمت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ القوی ہیں یہ وہ اولو العزم ہستیاں ہیں جن کے کردار نے تاریخ کے دھارے موڑ دیے سورۃ فاتحہ میں اسی قدسی صفات گروہ کو آئیڈیل بنانے کا ذکر ہے بلکہ ہر نماز کی ہر رکعت میں راہ استقامت پر چلانے کی دعا بارگاہ رب العزت میں کرنے کا حکم ہے امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پیغام جو آپ نے جمعیت علماء پاکستان کے کارکنوں کے نام جاری فرمایا اسے غور سے پڑھ کر ان کی سوچ و فکر کے زاویوں کا تعین بڑی آسانی سے کیا جا سکتا ہے فرماتے ہیں۔ ''امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے حرب اختلاف کی بنیاد رکھی آپ نے اسلامی سیاست کو فروغ دیا آپ نے حجرہ میں بیٹھ کر کنارہ کشی نہیں کی بلکہ حالات سے نبرد آزما ہونے کا فیصلہ کیا آپ اگر چاہتے تو محراب و مسجد سے آپ کو کوئی الگ نہ کرتا تھا نذرانوں میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ ہاتھ چومنے والوں کی قطاریں تھیں۔ آپ عالم اسلام کی سب سے بڑی شخصیت تھے۔ حکمرانوں کا کہنا تھا کہ ہم آپ کے کاموں میں مداخلت نہیں کرتے آپ حکومت میں دخل نہ دیں۔ مگر امام عالی مقام نے حجرہ مسجد کی بجائے میدان کارزار کو منتخب کیا۔ نذرانہ لینے کی بجائے اپنے عزیز و اقارب، مریدین و خدام اور اپنے سر کا نذرانہ پیش کیا۔ آپ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم دین، محدث، مفسر، خطیب، شیخ طریقت اور مرشد کامل تھے مگر آپ نے اپنے نانا کے دین کیلئے اپنی تمام حیثیتوں کو قربان کر دیا۔ تخت نشینی کی بجائے کربلا کی خاک میں اپنا خون ملایا اور خاک و خون کے دریا سے گذر کر سید الشہداء کے مقام پر فائز ہو گئے''

آج جمعیت علماء پاکستان ان ہی کی روشن کی ہوئی راہوں اور جگمگاتی صراط مستقیم پر چل کر روحانی انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے اور وقت کے یزیدوں سے پنجہ آزمائی کر کے حسینی انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے ختم خواجگان، تسبیح خوانی، کنج عافیت اور دولت کا حصول سب کچھ ممکن ہے مگر نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ان امور میں لطف و لذت

پیدا نہیں ہو سکتی۔ گویا امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی گفتار و کردار اقبال کے ان خوابوں کی عملی تعبیر ہے۔

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعت صحرا لے

یہی وجہ ہے کہ تبلیغی محاذ پر نظر دوڑائی جائے یا ان کی سیاسی زندگی کی صاف و شفاف چادر کو پیش نظر رکھا جائے تو ان کے نورانی کردار کا ہر پہلو چمکدار نظر آتا ہے۔ اپنی حیات ظاہری میں چلنے والی ہر تحریک کی صف اول کی قیادت میں سب سے نمایاں اور منفرد دکھائی دیتے ہیں بایں وجہ مصائب و آلام کا سب سے زیادہ سامنا بھی انہیں کو کرنا پڑا۔ جبر و استبداد کے مہیب آسیب ان کے ارد گرد اپنی تمام وحشتوں کے ساتھ منڈلاتے ہوئے انہیں اپنی ڈگر سے ہٹانے میں ہر لمحہ ہر لحظہ ہر گھڑی مصروف کار دکھائی دیتے ہیں۔ حرص و آز کی دلکش پریاں قدم قدم پر انہیں اپنے دامن سے الجھانے کیلئے یہ ہزار انداز دلربائی برسر پیکار نظر آتی ہیں لیکن رحمت خداوندی ہر وقت ان کا سہارا بنی نگاہ مصطفیٰ ﷺ ہمہ پہلو ان کے شامل حال رہی ان کے بزرگوں کی دعاؤں نے کبھی انہیں خار دار جھاڑیوں سے الجھنے نہ دیا۔ ان کے انتہائی معتمد اور قریبی ساتھی مجاہد اسلام جنرل کے ایم اظہر خاں مرحوم فرماتے ہیں۔ جب ریٹائرمنٹ کے بعد میں نے سیاست میں آنے کا ارادہ کیا تو احباب سے مشاورت کی اسی دوران مرزا عبدالقدیر (سابقہ قادیانی) جو اس وقت قومی اسمبلی کے سیکرٹری تھے نے مجھے کہا کہ جنرل صاحب اگر ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کیلئے مخلصانہ جدوجہد کرنا چاہتے ہیں تو مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت میں شامل ہو جایئے کیوں کہ ان جیسا سراپا خلوص مرد مجاہد اس دور انتشار میں کوئی نظر نہیں آتا پھر انہوں نے اپنی آپ بیتی سنائی کہ تحریک ختم نبوت کے دوران مرزا قادیانی کی ناپاک ذریت نے میرے ذریعے مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کو دو کروڑ روپے کی آفر کی تھی کہ اپنے مشن سے پیچھے ہٹ جایئے مگر مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے مومنانہ شان استغناء کا مظاہرہ کرتے ہوئے اتنی خطیر رقم اتنی حقارت سے ٹھکراتے ہوئے فرمایا:

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کو خدائے منعم نے کمال کا دل مستغنی عطا فرمایا تھا ضمیروں کی جس منڈی میں بڑے بڑے لیڈری کے دعویدار چند حقیر سکوں کی خاطر اپنے ذہن و ضمیر کے سودے انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے اس بازار میں امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نعرہ حق بلند کرتے ہوئے انتہائی بے نیازی سے گزر جاتے۔ مجاہد ملت ضیغم اسلام مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کو ایسے نہ سمجھو یہ اللہ کے برگزیدہ ولی ہیں بعد ازاں آپ بیتی سناتے ہوئے فرمایا عراق میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہو رہی تھی جس کے ایک سیشن کی صدارت مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمانا تھی اس ضمن میں ہم لوگ دریائے دجلہ کے کنارے "الرشید ہوٹل" میں قیام پذیر تھے اسی دوران ایک عرب ملک کا سفیر ہمارے کمرے میں آیا جس کے ساتھ دو تین بڑے بریف کیس تھے جب اس سے آنے کا مقصد دریافت کیا تو بولا "مولانا ہم نے سنا ہے کہ جس سیشن کی صدارت فرما رہے ہیں اس میں امریکہ کے خلاف قرارداد پیش کی جا رہی ہے اگر آپ وہ رکوا دیں تو ہم یہ بریف کیس آپ کی خدمت میں پیش کرنے کو تیار ہیں۔ امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے میز پر رکھے ہوئے بریف کیس کو بائیں پاؤں سے ٹھوکر ماری تو وہ نیچے گر پڑا اور کھل گیا جس میں موجود امریکی ڈالر فرش پر بکھر گئے۔ امام نے فرمایا سفیر صاحب آپ عرب ملک کے سفیر ہیں جبکہ بریف کیس امریکی ڈالر سے بھرے ہوئے ہیں۔ (جاری ہے)